فاستبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

مئی ۱۹۶۴ء

فی پرچہ ۵۰ پیسے

چندہ سالانہ ۵ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعود)

ادارۂ تحریر

مدیر:- رفیق احمد ثاقب === نائب:- لطف الرحمٰن محمود

جلد ۱۰	ہجرت ۱۳۴۳ ہش	مئی ۱۹۶۴ء	شمارہ ۵

ترتیب

(سید عبدالباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

اداریہ

A muslim should always act upon this advice given below

تمام تر کامیابی اور فلاح دین کی خدمت سے ہی ہے

دین کی خاطر زندگی وقف کر دینا بے قیاس نفع کا سودا ہے

کیریئر کے متلاشی احمدی نوجوانوں سے ضروری گزارش!

اِن دنوں ملک میں تعلیمی اداروں کے مختلف مدارج کے امتحانات کا سلسلہ شروع ہے۔ اِن مراحل سے گزرنے والے نوجوانوں کی کثیر تعداد کے سامنے یہ مسئلہ درپیش ہے کہ انہیں آئندہ کیا کرنا ہے اور زندگی کو کامیاب طور پر بسر کرنے کیلئے کونسا کیریئر اختیار کرنا اُن کے لئے بہتر رہے گا۔

زندگی میں کامیابی کا معیار مختلف لوگوں کی نظر میں مختلف ہو سکتا ہے۔ ایک عامی انسان کے لئے شاید یہی بڑی کامیابی ہو کہ اُسے کوئی ایسا وسیلہ ہاتھ آجائے جس کے ذریعہ وہ چار پیسے کما لے اور جس سے اس کی یا اُس کے کنبہ کی روزمرہ کی ضروریات کی کفالت ہو سکے لیکن ایک حقیقی مسلمان کے لئے کامیاب زندگی کا مفہوم اس سے مختلف اور وسیع تر ہے۔ وہ اِس امر کو بخوبی سمجھتا ہے کہ اس کی کامیابی کی یہی صورت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عاید کردہ ذمہ داریوں سے احسن رنگ میں عہدہ برآ ہو سکے ـــــ اللہ تعالیٰ نے اِس چندروزہ زندگی میں انسان کے اپنے نفس کا بھی حق رکھا ہے۔ اس کے اہل و عیال، رشتہ دار اور تعلق داروں کا بھی اس پر حق ہے۔ پھر اُس کی قوم بلکہ تمام بنی نوعِ انسان اور دیگر مخلوقات کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر خود اس کے خالق و مالک خدا کا اُس پر حق ہے۔ اور اِن سب حقوق کی حسبِ مدارج مناسب رنگ میں ادائیگی اس پر لازم ہے۔

فکرِ معاش سے کوئی بھی کلیتہً آزاد نہیں۔ گزر اوقات کے لئے کچھ نہ کچھ دھندا کرنا ہی ہوتا ہے۔ ولیوں، صدیقوں پیغمبروں کو بھی پیٹ پالنے کے لئے جتن کرنا پڑا مگر پلے باندھ لینے اور ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل بات یہ ہے کہ ہمارا اصل اور ارفع و اعلیٰ مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ اِس مقصد کو عمدہ طریق پر پورا کرنے کے لئے اللہ ہی کی اپنی دکھائی ہوئی راہ پر چلنا اور اُس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے ـــــ دنیا کے سامان اِس حد تک تو جائز ہیں کہ انسان کو اس کی عبادت اور حق اللہ اور حق العباد کے پورا کرنے میں مدد دیں۔ اِس حد سے آگے نکلنا خطرناک ہے کہ یہ انسان کو شرک کے دروازہ کے قریب لا کھڑا کرتا ہے۔ دنیا کے فکروں میں اس قدر انہماک کہ باقی کسی چیز کا ہوش نہ رہے انسان

کی روحانی زندگی کی تباہی کا موجب بن جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم تمام مراتب ان سارے حقوق کا خیال رکھنے والے ہوں ۔ بیعت کے وقت جو ہم نے اقرار کیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے سو ہمارا فرض ہے کہ زندگی کے عملی میدان میں قدم رکھتے ہوئے اور اپنے لئے کوئی لائحہ عمل تجویز کرتے وقت اس عہد کو ضرور پیش نظر رکھیں اور آخر دم تک اس مرکزی نقطہ اور اصل الاصول کو کبھی فراموش نہ ہونے دیں کہ ہم نے اپنے نفس کی ضروریات پر دین کی ضروریات کو ہمیشہ ترجیح دیتے رہنا ہے ۔

خدائے کریم و رحیم نے رہتی دنیا تک کے کُل انسانوں کی بھلائی کے لئے ایک دین قائم فرمایا ۔ خاتم النبیین، فخر المرسلین، سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل جہانوں کے لئے رحمت کا نشان بنا کر اس دین کی اشاعت کے لئے مبعوث فرمایا ۔ ایک دنیا نے اس دین کو قبول کیا اور اس پر عمل پیرا ہو کر سکھ چین حاصل کیا ۔ لیکن ایک عالم ابھی اس پاک دین سے باہر اور اس کی حقیقت سے بے خبر ہے ۔ خود مسلمان کہلانے والوں کی اکثریت ابھی اپنے دین کی اصلی شکل کا صحیح تصور نہیں رکھتی اور اس کی بنیادی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے محترز ہے ۔ اسلام کو اس کی حقیقی صورت میں پیش کرنے کی خاطر خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایک دفعہ پھر اپنا ایک مامور بھیجا ہے ۔ سو ہم پر جو اس مامور کی جماعت میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس کے لائے ہوئے مشن کی تکمیل کیلئے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائیں تا وہ دن قریب آجائے کہ رُوئے زمین پر صرف اور صرف اسلام ہی ایک دین ہو ۔ کیا بھلا ہوگا وہ سماں کہ سب آدم زاد اللہ تعالیٰ کے لائے ہوئے دین کے نام لیوا اور اُس کی تعلیمات پر عمل پیرا نظر آئیں ۔ لیکن یہ کام خود بخود تو انجام پانے سے رہا ۔ اس کے لئے ہمیں پہلے خود اسلام کو سمجھنا، اس پر عمل کر کے نیک نمونہ پیش کرنا اور پھر اس کی قریہ قریہ اشاعت کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دینی ہوگی، بہت بڑی بڑی قربانیاں کرنی ہوں گی ۔ اپنی جان کی، اپنے اموال کی، اپنے اوقات کی، عزّت اور جذبات کی ۔

یہ خدا تعالیٰ کا خاص الخاص فضل ہے کہ جماعت احمدیہ خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا جذبہ بڑی شدت سے لئے ہوئے ہے اور بڑی کامیابی سے اکنافِ عالم میں اسلام کا پیغام پھیلانے میں ہمہ تن کوشاں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُسے اس مشن میں بڑی کامیابیاں بھی ہو رہی ہیں لیکن ابھی ہم "نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز" کے مصداق ہیں اپنی کوششوں اور قربانیوں کو بہت آگے بڑھانے کی ضرورت ہے ۔ ضرورت ہے کہ احمدی نوجوان بڑی کثرت سے اپنی زندگیاں دین کی خاطر وقف کریں اور اشاعت اسلام کے فریضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں بڑی سے بڑی قربانی سے پس و پیش نہ کریں ۔ کیونکہ دین کی زندگی اور سر بلندی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس کی ذلّت اور موت تک بطیب خاطر قلبی سے قبول کر لیا جاوے ۔

وقفِ زندگی کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرے۔ مَیں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دیدی ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بَلْ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اِس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔ .....

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں ورنہ اگر ایک شمّہ بھی اس لذت اور سرور سے انہیں مل جائے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔"

(الحکم جلد ۴ صفحہ ۳۱)

وہ احمدی نوجوان جو اس وقت اپنی زندگی کے عملی حصہ میں قدم رکھ رہے ہیں اور کسی بہتر کیریئر کے متلاشی ہیں ہم ان کے سامنے حضرت مامور ربانی علیہ السلام کے یہ ارشادات پیش کر کے ان کی خدمت میں یہی گزارش کرتے ہیں کہ اگر تمہارے دل میں دین کا کچھ درد ہے اور اگر تم حقیقی فلاح اور کامیابی کی راہ دیکھنا چاہتے ہو تو پھر بہترین یہی ہے کہ تم خالصۃً اللہ کے دین کی خاطر وقف ہو جاؤ۔ لیکن اگر تم اپنی کسی کمزوری کے باعث اس راہ میں اپنی پوری زندگی یا پورے اوقات کی قربانی نہیں دے سکتے تب بھی تمہارا اولین مقصد دین ہی ہونا چاہیئے اور تمہارا فرض ہے کہ اس مقصد کے حصول کی خاطر عمر بھر کوشاں رہو اور دین کی خاطر جس قدر قربانیاں کر سکتے ہو صاف نیت اور خندہ پیشانی سے کرتے چلے جاؤ۔ تم کوئی بھی کام کر رہے ہو، یا کوئی بھی تمہاری حالت ہو یہ مقصد تمہاری نظروں سے ہرگز اوجھل نہیں ہونا چاہیئے کہ تم نے خدا کے دین کو سربلند کرنا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے تم نے اپنی زیادہ سے زیادہ قوتیں دین کی راہ میں صرف کرنی ہیں!!

معارف القرآن

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ
كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ
حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ (رعد: ۳۲)

ترجمہ:- اگر کوئی ایسا قرآن ہو جس کے ذریعہ سے (نشان کے طور پر) پہاڑوں کو (انکی جگہ سے ہٹا کر) چلایا گیا ہو یا جس کے ذریعہ مُردوں سے باتیں کی گئی ہوں (تو کیا یہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے؟ ہرگز نہیں) بلکہ (ایمان لانے کا) فیصلہ پورے طور پر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کیا جو (لوگ) ایمان لائے ہیں انہیں (اب تک) معلوم نہیں ہوا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دیدیتا۔ اور (اے رسول) جن لوگوں نے تمہارا انکار کیا ہے انکے اس عمل کی وجہ سے ہمیشہ کوئی (نہ کوئی) سخت آفت ان پر آتی رہے گی یا ان کے گھر کے قریب نازل ہوتی رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) کا (آخری) وعدہ آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا۔

تشریح:- جبال کے معنے سردارِ قوم اور پہاڑ کے ہیں اور استعارہ میں مشکلات کے بھی۔ ولو انّ سیّرت به الجبال یعنی اگر قرآن میں زلزلوں کی پیشگوئی ہو جس سے پہاڑ ہل جائیں یا اس کے ذریعہ مشکلات دُور ہو جائیں یا سردار اور عالم اُڑائے جائیں مگر وہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ ایسا ہوگا۔

قطّعت به الارض کے دو معنے ہو سکتے ہیں (۱) یعنی اس کے ذریعہ دشمنوں کی زمین کاٹ کر مسلمانوں کو دیدی جائیگی اور (۲) قرآن جلد دنیا میں پھیل جائے گا۔ (قطع الارض کے معنے مسافت کے چھوٹا ہو جانے کے بھی ہیں۔) کُلّم به الموتیٰ یعنی اس کی شہادت میں مُردے بولیں گے مثلاً خوابوں میں یا اس طرح کہ اسلاف کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں مل جائیں گی یا اس کے ذریعہ روحانی مُردے زندہ ہوں گے اور ان کی زبانوں پر حکمت جاری ہوگی۔ بل للہ الامر جمیعًا ـــــ اُوپر کی باتیں بظاہر مشکل ہیں لیکن خدا سب کچھ کر سکتا ہے اسلئے پوری ہوں گی۔ (اور چنانچہ وہ پوری ہوئیں بھی) +

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مفلس کون ہے؟

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ لوگوں نے کہا ہمارے خیال میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ کچھ اور مال اسباب۔ فرمایا مفلس میری امت میں سے وہ ہے جو قیامت کے دن حاضر ہوگا۔ نماز۔ روزے۔ زکوٰۃ ادا کی ہوگی۔ مگر کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی پر تہمت لگائی ہوگی۔ اور کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کا خون کیا ہوگا۔ کسی کو مارا ہوگا۔ اور اس کی نیکیاں سب ان ظلموں کے عوض میں دے دی جائیں گی۔ اور اگر اس طرح اس کی ساری نیکیاں لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو پھر ان لوگوں کے گناہ اس کے سر پر ڈال کر اسے جہنم کی آگ میں دھکیل دیا جائے گا۔ (مسلم)

راعی اور رعیت

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو تم سب راعی (نگہبان) ہو اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ ..... مرد اپنے اہل کا راعی ہے۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے ... خادم اپنے مخدوم کے مال کا نگہبان ہے۔ غرض ہر راعی اپنی رعیت کی نسبت پوچھا جائے گا (اس لئے اپنی اپنی رعیت کا پوری دیانتداری اور ہوشمندی سے خیال رکھنا چاہیئے۔) (بخاری)

تکبّر سے بچنا چاہیئے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص بہشت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبّر ہوا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یہ تو ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو۔ اس کی جوتی اچھی ہو۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے۔ جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبّر، حق کو رد کرنے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل جاننے کا نام ہے۔ (مسلم)

کامل تر ایمان

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنوں میں سے کامل تر ایمان والا وہ ہے جس کے خلق اچھے ہوں۔ اور تم میں سے بہتر و برتر وہ لوگ ہیں جن کا برتاؤ اپنی عورتوں سے اچھا ہو۔

(ترمذی)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ اپنے اندر پیدا کرو

"یہ بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو۔ مسلمان بننا آسان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو مطمئن نہ ہو۔ یہ صرف چھلکا ہی چھلکا ہے اگر بدوں اتباع مسلمان کہلاتے ہو۔ نام اور چھلکے پر خوش ہو جانا دانشمند کا کام نہیں ہے۔ کسی یہودی کو ایک مسلمان نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا اس نے کہا تو صرف نام ہی پر خوش نہ ہو جا۔ میں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا اور شام سے پہلے ہی اسے دفن کر آیا۔ پس حقیقت کو طلب کرو نرے ناموں پر راضی نہ ہو جاؤ۔ **کس قدر شرم کی بات ہے کہ انسان عظیم الشان نبیؐ کا امتی کہلا کر کافروں کی سی زندگی بسر کرے** تم اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھاؤ۔ وہی حالت پیدا کرو اور دیکھو اگر وہی حالت نہیں ہے تو تم طاغوت کے پیرو ہو۔

غرض یہ بات اب بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہونا انسان کی زندگی کی غرض و غایت ہونی چاہیئے کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کا محبوب نہ ہو اور خدا کی محبت نہ ملے کامیابی کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اور یہ امر پیدا نہیں ہوتا جب تک رسول اللہؐ کی سچی اطاعت اور متابعت نہ کرو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ پس تم وہ اسلام اپنے اندر پیدا کرو تاکہ تم خدا کے محبوب بنو۔"

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

کلام الامام

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا دلنشین کلام)

مَیں نے مانا مرے دلبر تیری تصویر نہیں
تیرے دیدار کی کیا کوئی بھی تدبیر نہیں

سب ہی ہو جائیں مسلماں تری تقدیر نہیں
یا دعاؤں میں ہی میری کوئی تاثیر نہیں

دل میں بیٹھے کہ سمائے میری آنکھوں میں تُو
میری تعظیم ہے اس میں تیری تحقیر نہیں

دلربا کیسا ہے جو دل نہ لُبھائے میرا
سینے کے پار نہ ہو جائے تو وہ تیر نہیں

ہے قیادت سے بھی پُر لطف اطاعت مجھ کو
ہُوں تو مَیں پیر مگر شکر ہے بے پیر نہیں

صاف ہو جائے دلِ کافر و منکر جس سے
تیری تقدیر میں ایسی کوئی تدبیر نہیں؟

اسکی آواز پہ پھر کیوں نہیں کہتے لبیک؟
طوق گردن میں نہیں پاؤں میں زنجیر نہیں

مجھ سے وحشی کو کیا ایک اشارے میں رام
کیا یہ جادو نہیں کیا رُوح کی تسخیر نہیں

کوئی دشمن اسے کر سکتا نہیں مجھ سے جُدا
ہے تصوّر ترا دل میں کوئی تصویر نہیں

جس کی تھی چیز اسی کے ہی حوالے کر دی
دے کے دل خوش ہوں میں اس بات پہ دلگیر نہیں

(کلامِ محمود)

لطف الرحمن محمود

خلافت کی اہمیت

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت علی منہاج النبوت کا قیام عمل میں آیا۔ ہر سال "۲۷ مئی" کا دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس گراں قدر انعام کی یاد دلاتا ہے جو اس نے قدرت ثانیہ کی شکل میں ہمیں عطا فرمایا۔!

"خلافت" اللہ تعالیٰ کے بیش بہا روحانی انعامات میں سے ایک عظیم الشان انعام ہے۔ اسلام کے تصور یہ انسانیت کے مطابق ہر انسان اور خصوصاً ہر مومن زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے ظہور کے لئے تخلیق کیا ہے۔ ان انسانوں کو صفات الٰہیہ کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ خاص انسانوں کو وقتاً فوقتاً مبعوث کرتا رہتا ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مقدس گروہ ہے۔ قرآن مجید کی اصطلاحات کے مطابق نبی کے سپرد (۱) تلاوت آیات (یتلوا علیھم آیاتہ)۔ (۲) تزکیہ نفوس (یزکیھم) اور (۳) تعلیم کتاب و حکمت (یعلمھم الکتاب والحکمۃ) کا عظیم الشان کام سپرد کیا جاتا ہے۔ نبی اور مامور من اللہ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے پاک وجودوں کو کھڑا کرتا رہتا ہے جو نبی کے نور کی اشاعت کرتے ہیں اور اس روحانی انقلاب کے لئے کوشاں رہتے ہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نبی برپا کرتا ہے!۔ اس خلافت کو "خلافت علی منہاج النبوت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں خلافت کو قائم فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی آیت استخلاف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عظیم الشان انعام مشروط ہے۔ اگر جماعت میں تقویٰ اللہ، ایمان اور توحید قائم ہے تو اللہ تعالیٰ اس بابرکت انعام کو مومنوں میں قائم رکھتا ہے اس کے برعکس اگر افراد جماعت کے قلوب سے تقویٰ اللہ کا نور جاتا رہے اور توحید کی جگہ شرک رگ و پے میں سرایت کر جائے تو خلافت کی نعمت کی قدر و منزلت کم ہو جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ یہ انعام چھین لیتا ہے اور اس نعمت عظمیٰ کا چھن جانا الٰہی جماعت کی بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ کیونکہ یہ نعمت بے شمار برکتوں کا محور ہے!۔

آیتِ استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے اِس گرانقدر انعام کی عظیم الشان برکتوں کی طرف بھی اشارہ فرمایا۔ پہلی برکت تمکینِ دین ہے یعنی خلافت کے طفیل دین کو تمکنت، شوکت اور سطوت حاصل ہوتی ہے۔ دین کی تبلیغ و اشاعت ہوتی ہے۔ مومنوں کو خدمتِ دین کے مواقع ملتے ہیں۔ مومنوں کو انفرادی اور اجتماعی، روحانی اور مادی ترقیات نصیب ہوتی رہیں۔ دوسری بڑی برکت "استحکامِ توحید" ہے کیونکہ خلافت اور توحید کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ خلافت توحید کی برکت سے قائم ہوتی ہے۔ اور خلافت توحید کے قیام استحکام اور اشاعت کے لئے کوشاں رہتی ہے۔

خلافت کی تیسری عظیم الشان برکت "قیامِ امن" ہے۔ الٰہی جماعتوں پر جب حوادث کی آندھیاں چلتی ہیں، جب مصائب کے بادل محیط ہو جاتے ہیں تو ان ہا یا یوس کن حالات میں خلیفۂ راشد کا وجود تعویذ ثابت ہوتا ہے اور مومنوں کی کشتی کو گرداب سے نکال کر ساحلِ مراد کے رُخ پر ڈال دیتا ہے۔ پھر خلیفہ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے علم پا کر قومی ترقیات کے لئے تحریکات جاری کرتا ہے۔ ان تحریکات میں آسمانی برکت شامل ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خلیفہ سے کوئی ایسا فیصلہ صادر نہیں کرواتا جو قومی لحاظ سے مضرت رساں ہو! خلیفہ کا وجود جماعتی اتحاد کا مرکز ہوتا ہے جس کی وجہ سے جماعت میں وحدت قائم رہتی ہے اور خدا کی فوج سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتی ہے!

"خلافتِ راشدہ" اور "خلافتِ احمدیہ" کی تاریخ ان برکات کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کی برکت سے مرتدین، منکرینِ زکوٰۃ اور مدعیانِ نبوت کے فتنوں کا انسداد ہوا۔ مسلمانوں میں اتحاد قائم رہا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں اسلام دُور دراز ممالک تک پھیل گیا۔ حضرت علیؓ تک یہ سلسلہ قائم رہا۔ اگر بعض مفسد خلیفۂ ثالث کو شہید نہ کرتے تو ممکن تھا کہ مسلمانوں میں اختلافات رونما نہ ہوتے اور یہ نعمت قائم رہتی۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے خلافتِ راشدہ کے خاتمہ کو زوالِ اُمت کا سبب گردانا ہے:۔

> "اجتماع و ائتلاف کی یہ حالت حضرت علیؓ پر ختم ہو گئی۔ اس کے بعد سے اشتات و انتشار کا دَور شروع ہوا از انجملہ مرکزی قوتوں اور منصوبوں کا انتشار و اشتات تھا۔ جس نے فی الحقیقت اُمت کا تمام نظامِ شرعی داخلی درہم برہم کر دیا۔ خلافتِ خاصہ کے بعد یہ ساری یکجا قوتیں الگ الگ ہو گئیں۔ (مسئلہ خلافت ص۲۱)

لیکن آج یہی نعمت پھر جماعت احمدیہ کو عطا کی گئی ہے۔ اس کی برکات و حسنات کے ہم اور ہمارے بزرگ عینی شاہد ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انتقال کے بعد مخالفینِ سلسلہ نے سمجھا کہ اب یہ سلسلہ ختم ——— مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا نورالدینؓ کو کھڑا کیا اور لڑکھڑاتی ہوئی جماعت سنبھل گئی اور

جماعت کا ڈگمگاتا ہوا قدم اسی شوکت سے جادۂ ترقی پر عظمتوں کے نقوش بنانے لگا! لاکھوں روپے کے خرچ سے قادیان میں متعدد عظیم الشان پبلک عمارات قائم ہوئیں - پریس مضبوط ہوا - انگلستان میں اشاعتِ اسلام کا آغاز ہوا - یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے طفیل ہوا - پھر جب ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو بعض اصحاب نے ان برکتوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود خلافت کو ختم کرنے کی کوشش کی - مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو منصبِ خلافت پر کھڑا کر کے خوف و ہراس کو امن سے بدل دیا - اس کے بعد کے پچاس برس میں تمکینِ دین، استحکامِ توحید، ایثار اور قربانیوں کے ایسے ایسے نظارے نظر آتے ہیں جو غیروں کے لئے بھی کرامت ہیں!

خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دینی، تبلیغی، تربیتی، تنظیمی، مالی، تعلیمی اور دنیوی غرض ہر لحاظ سے زبردست ترقی عطا فرمائی ہے - ہم آج متحد ہیں، قطرہ قطرہ مل کر دریا بن رہا ہے - ہماری حقیر انفرادی کوششیں اجتماعی شکل میں زبردست توانائی کی شکل اختیار کر رہی ہیں - آج ہم پر سورج غروب نہیں ہوتا ہے - خدمتِ اسلام کے مواقع ہمیں مل رہے ہیں .... سچ پوچھئے تو یہ سب خلافت کی برکتیں ہیں!!

اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کی سچے دل سے قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے جماعت احمدیہ میں تاقیامت قائم رکھے - آمین

نوجوان بھائیوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی اس نصیحت کو حرزِ جان بنانا چاہیئے :-

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہی ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں - نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے - تم خلافت کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

ریڈ کراس —— ایک مفید تحریک

(بقیہ از صفحہ ۲۸)

طرف سے یہ آواز بلند کی جا رہی ہے کہ پاکستان میں اس مفید اور خادمِ خلق تحریک کو ترقی تو ضرور دینی چاہیئے لیکن اس کا نام بدلنا بھی ضروری ہے - کیونکہ صلیب کا نشان تو صرف عیسائیت سے ہی مخصوص ہے - اس لئے اگر یہاں بھی اسے مثلاً "ہلالِ احمر" کا نام دے دیا جائے تو یہ اس کی مقبولیت میں یقیناً اضافہ کا موجب ہوگا ⁺

محترم میر اللہ بخش صاحب تسنیم

رہا جب میں نہ خود باقی ہُوا تیرا نشاں پیدا

الٰہی تیرے بندوں میں ہوں ایسے نوجواں پیدا
کہ جن کے دم سے ہو مُردہ دلوں میں نورِ جاں پیدا

غلاموں کو شہنشاہی عطا کی تیری قدرت نے
زمیں سے بارہا تُو نے کئے ہیں آسماں پیدا

یہیں کشتِ عمل میں بیج ہم بوتے ہیں دوزخ کا
اسی دُنیا میں کر لیتے ہیں ہم باغِ جناں پیدا

جنم دیتی رہی ہے نور کو ہر عہد میں ظلمت
ہوئے ہیں بُت پرستوں سے حرم کے پاسباں پیدا

ہے تیری خاک آئینہ تیری جلوہ نمائی کا
رہا جب میں نہ خود باقی ہُوا تیرا نشاں پیدا

مٹا دیتی ہے اس کو روشنی الہام کی آکر
خرد کرتی ہے جب دل میں کوئی وہم و گماں پیدا

عجب انداز ہیں تیرے عجب تیری ادائیں ہیں
لگے مایوس جب ہونے ہُوا تُو ناگہاں پیدا

جواب آ ہی گیا گردوں سے صدیوں کی دعاؤں کا
ہُوا بزمِ جہاں میں مہدیٔ آخر زماں پیدا

جہاں میں زندگی کا ذوق پنہاں رہ نہیں سکتا
یہاں غائب وہاں ظاہر یہاں پنہاں وہاں پیدا

وہ ہم ہیں ڈوب کر دریا میں جو ساحل کو پاتے ہیں
وہ ہم ہیں بجلیاں کرتی ہیں جن کا آسماں پیدا

ہمیں تسنیم تابِ گفتگو بخشی خموشی نے
لبوں پر مُہر لگتے ہی ہوئی دل میں زباں پیدا

حضرت بانئ جماعت احمدیہ — غیروں کی نظر میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کے انتقال پُر ملال پر ہندوستان کے متعدد اخبارات نے آپ کی عظیم شخصیت اور گرانقدر اسلامی خدمات کو سراہا۔ چند آراء بطور نمونہ پیش ہیں — (ادارہ)

۱- اخبار "وکیل" امرتسر نے لکھا:-

"وہ شخص، بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے ایک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا...... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس رفعت نے اُن کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلافات کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو اُن تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا۔ اور اُس کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اُس شاندار مدافعت کا جو

اُس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔

اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے .... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اسوقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ اُن کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہیگا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ..... آئیندہ امید نہیں کہ مذہبی دنیا میں اس شان کا کوئی شخص پیدا ہو۔"

(۲) اخبار "پایونیر" نے تحریر کیا:۔

"اگر ارنسٹ بن مشہور فرانسیسی گزشتہ بیس سال کے اندر ہندوستان میں ہوتا تو وہ یقیناً مرزا صاحب کے پاس آتا اور ان کے حالات کا مطالعہ کرتا۔ اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ انبیاء بنی اسرائیل کے عجیب و غریب حالات پر ایک نئی روشنی پڑتی مگر ہمارے محدود اور تنگ خیالات ایسے مقابلہ کرنے سے مانع ہیں۔ کیونکہ ہمارا مذہبی لٹریچر تنگ دائرہ کے اندر محدود ہے۔ بہرحال قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آیا کرتے۔ اُن کی روح پر سلامتی ہو۔"

(۳) صادق الاخبار نے لکھا کہ:۔

"چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پُرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفینِ اسلام کو اُن کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حقِ حمایتِ اسلام کا کماحقہٗ ادا کر کے خدمتِ دینِ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامیٔ اسلام و معین المسلمین، فاضلِ اجل و بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔"

(۴) علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ نے تحریر کیا کہ:۔

"سنہ ۱۸۷۴ء سے سنہ ۱۸۷۶ء تک

شمشیر قلم عیسائیوں، آریوں، برہموؤں کے خلاف، خوب چلایا ۔ ۔ ۔ ۔ بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔"

(۵) "برہم پرچارک" نے لکھا کہ :-

"ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ کیا بلحاظِ لیاقت اور کیا بلحاظِ اخلاق اور کیا بلحاظ شرافت کے ایک بڑے پایہ کے انسان تھے۔"

(۶) "تہذیب" لاہور نے حسب ذیل نوٹ لکھا :-

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قدرت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم اُن کو مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت اور رہنمائی مُردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

(۷) "البشیر" اٹاوہ نے یوں لکھا کہ :-

"جو درجہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو اپنے مریدوں میں حاصل تھا اور جو اثر کہ حضرتِ اقدس کا اپنے مریدوں کی جماعت پر تھا اس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں نہ یہ اثر کسی مولوی اور نہ عالم و فاضل کو اپنے مریدوں پر تھا اور نہ کسی لیڈر اور نہ کسی ریفارمر کا اپنے مقلدین پر۔"

○

پر وہ جو مجھ کو کاذب و مکار کہتے ہیں
اور مفتری و کافر و بدکار کہتے ہیں

اُن کے لئے تو بس ہے خدا کا یہی نشاں
یعنی وہ فضل اُس کے جو مجھ پر ہیں ہر زماں

دیکھو! خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گم نام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
مَیں اِک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اُس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی

ایسے بدوں سے اُس کے ہوں ایسے معاملات؟
کیا یہ نہیں کرامت و عادت سے بڑھ کے بات؟

جو مفتری ہے اُس سے یہ کیوں اتحاد ہے؟
کس کو نظیر ایسی عنایت کی یاد ہے؟

مجھ پر ہر اک نے وار کیا اپنے رنگ میں
آخر ذلیل ہو گئے انجامِ جنگ میں

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طویل نظم "محاسنِ قرآن کریم" سے)

یادِ رفتگاں

"رفتید ولے از نہ دلِ ما"

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رضؓ کے بعض روحانی تجربات

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کا وجود سلسلہ احمدیہ کی چند جید اور بزرگ ہستیوں میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کی ساری زندگی اسلام و احمدیت کی بے لوث خدمت میں بسر ہوئی۔ دعاگو اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ الہام اور رؤیا کی نعمت سے وافر حصہ پایا تھا۔ افسوس کہ آپ کا مبارک فیض رساں وجود بھی حال ہی میں ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح پُرفتوح کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ آپ نے اپنی زندگی کے ایمان افروز واقعات کو "حیاتِ بقاپوری" کی متعدد جلدوں میں یکجا کیا ہے۔ ان حالات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خدائے رحیم و کریم آج بھی اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو اپنے مکالمہ و مخاطبہ کے شرف سے نوازتا ہے! "حیاتِ بقاپوری" حصہ دوم کے کچھ مندرجات پیش ہیں ——— (ادارہ)

۱۔ رضا بالقضا کا مقام

"۵۴/۸/۱۰ کو رؤیا میں دیکھا کہ میں نواب محمد عبد اللہ خان صاحب سے کہتا ہوں باتوں سے کچھ نہیں بنتا جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے سرٹیفکیٹ نہ مل جائے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سرٹیفکیٹ ملا ہے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" یعنی رضا بالقضا کا مقام۔ اس میں عُسر یُسر صحت و بیماری میں قلب مطمئن رہتا ہے۔ الحمد للہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ اور دعا کی برکت سے مجھ پر یہ انعام الٰہی ہے۔ اس کے حصول کیلئے ایمان باللہ کے ہمراہ عاشقانہ اور مجاہدانہ عملی قدم اٹھانا ضروری ہے۔" (صفحہ ۱۱۷)

۲۔ تقویٰ اللہ سے عمر بڑھتی ہے

۵۴/۱۱/۲۴ کو بلڈ پریشر کے دورہ کی وجہ سے طبیعت میں سخت گھبراہٹ تھی اور خیال تھا کہ عمر قریب الاختتام

ہی معلوم ہوتی ہے ۔ غنودگی میں زبان پر جاری ہوا ۔
بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ ۔ آنکھ کھلی تو بفضلہ تعالیٰ افاقہ ہے ۔

مجھے اپنی عمر کے متعلق خوابیں آرہی ہیں جن کے بیان سے میرا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی عمر میں زیادتی بھی کر دیتا ہے ۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ صدقہ و خیرات اور نیکی اور تقویٰ سے عمر بڑھتی ہے ۔" (صہ ۱۱۸)

۳۔ سوز و گداز اور تبتّل الی اللہ

"۵۴/۵/۲۰ بعد نماز فجر لیٹے ہوئے خیال کر رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جو خشوع خضوع اور تبتّل الی اللہ اور سوز و گداز عام طور پر طبائع میں پایا جاتا تھا آجکل اس کی بہت کمی ہے الا ماشاء اللہ ۔ حالانکہ جماعت کی علمی ترقی اور خلافت کے برکات اُسی طرح نازل ہو رہے ہیں جیسے پہلے تھے ۔ اس کی کیا وجہ ہے ۔ اسی بیداری کی حالت میں بے اختیار زبان پر جاری ہو گیا ۔
"یاکلونھم انعامھم" (یعنی کھاتے ہیں ان کو وہ انعامات جو اُن پر ہوتے) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی کما حقہ قدر نہیں کرتے ۔" !! (صہ ۱۲۰-۱۲۱)

(اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان انعامات کی صحیح رنگ میں قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ـــــ آمین ۔ ادارہ)

۴۔ امتحان میں نمایاں کامیابی کی بشارت خبری

"۵۴/۵/۹ کو میرے لڑکے عزیز میجر محمد اسحٰق صاحب ایم بی بی ایس نے میرے لاہور جانے پر مجھے بتلایا کہ محکمانہ امتحان میں میرا ۲ جولائی کو پہلا پرچہ خراب ہوا ہے اور عزیز نے اس پر گھبراہٹ کا اظہار کیا ہے ۔ میں نے رات کو دعا کی تو لکھا ہوا دیکھا :۔

"نتجاوز عن سیئاتھم"

صبح عزیز کو اطلاع دی گئی لیکن عزیز کی پوری تسلی نہ ہوئی ۔ اور جوں جوں اس کے دوسرے پرچے اچھے ہوتے گئے ، پہلے پرچہ کے متعلق افسوس بڑھتا گیا ۔ جب میں نے زیادہ توجہ کی تو دوبارہ میں نے پندرہ جولائی کو دو دفعہ آیت مذکورہ موٹے الفاظ میں لکھی ہوئی دیکھی ۔ صبح ان کو میں نے تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تم اعلیٰ نمبروں میں پاس ہو گے ۔ چنانچہ عزیز اعلیٰ نمبروں میں پاس ہو گیا ۔
الحمد للہ علیٰ ذالک ۔ (صفحہ ۱۲۳-۱۲۴)

ایک مصیبت سے نجات کی پیش خبری

"۵۴/۷/۲۱ کو عزیز مکرم مولوی نور الدین صاحب منیر بی ۔ اے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں ایک خطرناک مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں ۔ آپ میرے لئے دعا کریں ۔ میں ان کے لئے دعا کر رہا تھا کہ مجھے آواز آئی کہ :۔

"اساں چھڑوا دینا ہویا کہ"

عزیز مذکور کو اس کی اطلاع دی گئی ۔ الحمد للہ کہ عزیز کو اس مصیبت سے نجات ہوئی جس کا وہ اپنے مکتوب میں ذکر کرتے ہیں :۔

"مجھ پر ایک مصیبت آپڑی تھی جس میں خطرہ تھا کہ مجھے حوالہ پولیس کر دیا

جائے گا۔ حالانکہ میں بے گناہ تھا۔
میرے دل میں اضطراب کا ایک
دریا موجیں مار رہا تھا۔ اور اس
کیفیت میں مَیں نے اللہ تعالیٰ کے
حضور اپنی بریت کے لئے دعا کی۔
مجھے بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں بھی
دعا کے لئے درخواست کرنے کی
طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ مَیں نے
مخدومی حضرت مولوی محمد ابراہیم
صاحب بقاپوری کی خدمت میں بھی
۲۱/۷/۵۴ کی شام کو تفصیلی واقعہ بیان
کرکے دعا کے لئے عرض کیا۔ مولوی
صاحب نے مجھے ایک رقعہ لکھ کر دیا
جو میرے پاس موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے انہیں اطلاع دی کہ "اساں
چھڑوا دینا ہویا کہ" یعنی ہم اس کو
بری کر دیں گے ـــــ بعد کے
واقعات کچھ اس طرح پلٹا کھا گئے
کہ مجھے الزام سے بری کر دیا گیا"۔

یہ چند واقعات نمونے کے طور پر پیش کئے
گئے۔ ورنہ حضرت مولانائے مرحوم کی تصانیف اس
قسم کے سینکڑوں ایمان افروز نشانات سے بھرپور
ہیں۔ نوجوان دوستوں کو ان کتب کو پڑھنا چاہیئے۔
دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سب
کو ایسا ہی "صاحبِ کرامات" انسان بنانے
کے لئے آئے تھے۔!!

نوجوانوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ صبر،
دُعا، کوشش اور استقلال سے ان نافع الناس
وجودوں کی صفات اپنانے کی سعی کریں ـــــ
ان مقدس شخصیات کی جگہ لینے والے جماعت میں
موجود ہونے چاہئیں۔ تا یہ آبِ رواں کا فیض رساں
چشمہ کبھی خشک نہ ہونے پائے۔!!

○
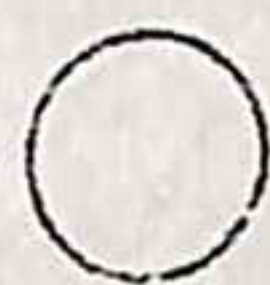
قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

(درثمین)

○
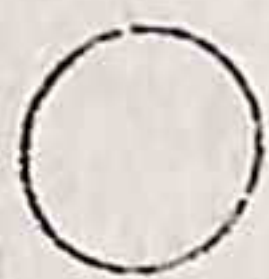
وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(درثمین)

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مدراس (بھارت)

عیسائی حضرات کیلئے ایک لمحۂ فکریہ

انجیل میں تحریف کی ایک روشن مثال

موجودہ اناجیل سے حضرت مسیح ناصریؑ کا آسمان پر جانا ثابت نہیں

عیسائی حضرات اناجیل اربعہ (متی[1] - مرقس[2] - لوقا[3] - یوحنا[4]) کے بارہ میں ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کتابیں روح القدس کی برکت سے لکھی گئی ہیں - اس لئے یہ خدا کا کلام ہیں۔ ان اناجیل میں دو انجیلیں یعنی متی اور یوحنا کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دو جلیل القدر حواریوں متی اور یوحنا نے تصنیف کی ہیں - ان دونوں انجیلوں میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ حضرت مسیحؑ واقعہ صلیب کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اسی جسم سمیت آسمان پر چلے گئے۔

ہاں البتہ باقی دو انجیلوں یعنی مرقس اور لوقا میں (جن کے مصنف حضرت مسیحؑ کے شاگرد نہیں بلکہ شاگردوں کے شاگرد ہیں) ذکر ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد اپنے حواریوں سے جدا ہو کر آسمان پر چلے گئے اور خدا تعالیٰ کے داہنی جانب جا کر بیٹھ گئے۔ چنانچہ :-

۱- مرقس کی انجیل کے سولہویں باب کی بارہ آیات ۹ تا ۲۰ میں اس واقعہ کا ذکر ہے - آیت ۱۹ میں صاف مذکور ہے :-

ترجمہ :- "غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کی داہنی طرف بیٹھ گیا۔"

(مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹)

۲- لوقا کی انجیل کے چوبیسویں باب کی ۵۱ آیت میں حضرت مسیح ناصریؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر یوں مذکور ہے :-

ترجمہ :- "جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔"

(لوقا باب ۲۴ آیت ۵۱)

انجیل مرقس اور لوقا کی متذکرہ بالا آیات کو خدا کا کلام یقین کرتے ہوئے قریباً دو ہزار سال سے عیسائی

بھائیوں کو ایمان تھا کہ حضرت مسیح ناصری آسمان پر زندہ
موجود ہیں اور وہ ان کے دوبارہ نزول کے منتظر تھے
اور ابھی ہیں ۔ مگر عجیب اتفاق بلکہ تصرف الٰہی ہے کہ
جب ۱۸۹۰ء کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ
سے علم پا کر اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر
چڑھائے تو گئے مگر وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور
واقعہ صلیب کے بعد وہ فلسطین سے ہجرت کر کے
مختلف ملکوں کا دورہ کرتے ہوئے کشمیر پہنچے اور طبعی
عمر گزار کر وہاں ہی وفات پا گئے ۔ سری نگر میں ان کا مزار
مقدس موجود ہے ۔ نہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے اور
نہ ہی وہ اب تک آسمان پر زندہ ہیں اور نہ ہی دوبارہ
آئیں گے ، تو اس اعلان نے مذہبی دنیا میں تہلکہ مچا دیا
اور عیسائی بھائیوں کا ایمان بھی متزلزل ہونے لگا ۔
چنانچہ کافی تحقیق کے بعد ۱۸۹۸ء میں OXFORD
UNIVERSITY PRESS, LONDON سے
جو انجیل شائع ہوئی اس میں

۱۔ مرقس کی متذکرہ بالا بارہ آیات (یعنی باب ۱۶
آیت ۹ تا ۲۰) کے حاشیہ میں لکھا گیا کہ وہ
بہت ہی پرانے یونانی نسخوں اور دوسرے
مستند و معتبر نسخوں میں آیات ۹ تا ۲۰ موجود
ہی نہیں اور بعض نسخوں میں اس مرقس کی انجیل
کی آخری آیات بالکل اور ہیں ۔

۲۔ اسی طرح لوقا کی انجیل کی ۲۴/۵۱ آیت کے الفاظ
"اور آسمان پر اٹھایا گیا" کے الفاظ موجود
ہی نہیں ۔

گویا ۱۸۹۸ء میں عیسائی حضرات کو بعد تحقیق پتہ
چلا کہ مرقس اور لوقا کی وہ آیات جن میں حضرت مسیح
ناصری کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے اور جن کی بنا
پر وہ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں وہ آیات
تو اناجیل کے قدیم ترین نسخوں میں موجود ہی نہیں اور یہ
آیات بعد میں کسی نے اناجیل میں شامل کر دی ہیں چنانچہ
ان آیات کے الحاقی ہونے کا یقین کرتے ہوئے ۱۹۵۲ء
میں THOMAS NELSON AND SONS
NEW YORK کی طرف سے جو بائیبل کا
REVISED STANDARD VERSION
(نظر ثانی شدہ مستند نسخہ) شائع کیا گیا ہے اس میں انجیل
مرقس کے سولہویں باب کی مذکورہ بالا آیات کو متن سے
خارج کر کے صرف آٹھ آیات کو متن میں رکھا گیا ہے ۔
اور اس طرح لوقا کی انجیل کے ۲۴ ویں باب کی آیت
۵۱ میں سے وہ الفاظ "آسمان پر اٹھایا گیا" کو متن سے
خارج کر دیا گیا ہے ۔ اور بائیبل میں تحریف کی روشن
مثال ہے ۔ گویا اب موجودہ اناجیل اربعہ کے متن میں
ایک آیت بھی ایسی موجود نہیں جس میں حضرت مسیح
ناصری علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا ذکر ہو جب
ان کے آسمان پر جانے کا ذکر ہی نہیں تو دوبارہ آمد
کا انتظار عبث اور فضول ہے ۔

عیسائی بھائیوں کے لئے اب لمحہ فکریہ ہے
کہ وہ سنجیدگی سے غور کریں کہ انجیل کی وہ آیات جن کو وہ
آج تک خدا کا کلام یقین کرتے تھے جب پرانی اناجیل میں

(باقی صـ۲۲ پر)

مکرم صوفی عبدالغنی صاحب

قبولِ احمدیت کی دلچسپ داستان

خاکسار خیالات کے اعتبار سے اہل سنّت والجماعت حنفی تھا۔ سنہ ۱۹۵۳ء میں جب احمدیوں کے خلاف شورش شروع ہوئی تو خاکسار بھی ان قربانی کرنے والوں میں سے گرفتاری میں شامل ہو کر شاہ کوٹ کی پہاڑیوں تک قربانی کا بکرا بنا رہا اور دن رات یہی کوشش تھی کہ خدایا میں زندہ رہوں یا نہ رہوں یہ مرزائی لوگ نہیں رہنے چاہئیں کیونکہ یہ اسلام کو چھوڑ کر نیا مذہب نئی نبوت نیا قبلہ بنا بیٹھے ہیں۔ جب ہم ایک دن تھکے ماندے اور بھوکے پیاسے واپس آئے تو آپس میں یہ باتیں کرتے ہوئے خوشی منا رہے تھے کہ فلاں جگہ مرزائیوں کا پانی بند کیا۔ ہمارے خیال میں یہ بھی آتا تھا کہ پانی بند کرنا یا کسی کو خواہ مخواہ ستانا حقیقی مسلمان ہونے کے خلاف ہے۔ اور اسی اثناء میں ایک دوست نے کہا کہ مولوی دلپذیر صاحب نے احوال الآخرت میں امام مہدی کے متعلق پنجابی اشعار میں جو حدیثوں کا ترجمہ لکھا ہے وہ بعض اشعار مرزائی پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ کتاب دیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو یہ شعر پڑھے:۔

ے

چن سورج نوں گرہن لگے گا وچہ رمضان مہینے
ظاہر جدوں محمد مہدی ہوسی وچہ زمینے

ایہہ خاص علامت مہدی والی پاک نبی فرمائی
وچہ حدیثاں سرورِ عالم پہلوں خبر سنائی
تیراں سو تے باراں سن وچہ ایہہ بھی ہوگئی پوری
گرہن لگے چن سورج تائیں جیوں کر عمر حضوری
واہ سبحان اللہ کیا رتبہ پاک حبیب خدائی
تیراں سو برساں جس اگدی پیشگوئی فرمائی
تیرھویں چن اٹھائیویں سورج لگے گرہن دونواں نوں
ایہہ تاریخاں سرورِ عالم خود کہہ گئے اساں نوں
ماہ رمضان مہینے اندر ایہہ سب واقعہ ہوسی
جدوں امام محمد مہدی ظاہر اُٹھ کھلوسی
چالیس برساں عمر مہدی دی ہوسی اوس زمانے
جس ویلے ایہہ واقعہ سارا ہوسی وچہ جہانے
عین بعین برابر پوری ایہہ گل واقعہ ہوئی
سارے عالم انکھیں ڈِٹھا شبہ نہ رہ گیا کوئی

اسی اثناء میں ہم نے سُنا کہ مرزائیوں کا خلیفہ کہتا ہے کہ خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آرہا ہے۔ کچھ مولوی دلپذیر صاحب کی تحریر نے اور مطابق حدیث شریف رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگنا اور اس واقعہ کا پورا ہو جانا ہمارے دلوں پر اثر پیدا کر رہا تھا۔ جب یہ سُنا کہ امام جماعت احمدیہ کا فرمان ہے

کہ خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آرہا ہے اگر ہم ہار گئے اور یہ جیت گئے تو یہ سچے ہوں گے۔ جب ہماری تمام اجتماعی کوشش ناکام ہو کر رہ گئی اور احمدی باوجود بے کس اور قلیل ہونے کے بڑی شان سے جیت گئے تو ہمیں بہت شرمندگی اٹھانی پڑی کیونکہ میں نے زندگی میں یہ پہلا واقعہ دیکھا تھا کہ مطالبہ عوام کا ہو جس میں کثرت پائی جاتی ہو اور ہر مذہب و ملت حاکم و رعایا مل کر اقلیت کو نابود کرنا چاہیں تو اقلیت جیت جائے۔

ہم نے احمدیت کی تحقیقات کرنی شروع کر دی۔ ہمارے ہمسایہ گاؤں گنگاپور کے اکبر خان صاحب نے ہمیں وفات مسیحؑ کے متعلق قرآن کریم سے دلائل دیئے۔ جو بالکل حق تھے۔ ہم عاجز ہو کر رہ گئے۔ سورۃ مائدہ کے آخری رکوع میں جو آتا ہے فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ یعنی جب تُو نے مجھے وفات دیدی تو تُو ہی اُن پر نگران تھا اور تُو ہر چیز پر نگران ہے۔

اس سے حضرت مسیحؑ کا اقرار ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیت کے بگڑنے کا مجھے علم نہیں۔ اگر حضرت مسیحؑ دنیا میں آکر صلیب کو توڑیں اور عیسائیت کو توحید پر جمع کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجھے عیسائیت کے بگڑنے کا علم نہیں ہے۔ نعوذ باللہ یا تو حضرت مسیحؑ کا یہ قول غلط ہے، یا قرآن کریم کے پیش کردہ دلائل غلط ہیں کیونکہ خدا کو اتنا بھی علم نہیں کہ ایک پہلو میں عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھا ہوا ہو کر اصلاح خلق کے لئے بھیجوں گا اور دوسری طرف یہ بیان شائع کرے کہ وہ قیامت کو کہے گا کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ عیسائیت نے میری اور میری ماں کی پرستش کی ہے یا نہیں۔ چنانچہ مجھ پر حق واضح ہو گیا اور میں اپنے سابقہ افعال پر شرمندہ ہوں کہ میں اپنی خوشی سے حق کے مقابلہ پر قربانی کا بکرا بنا اور ان لوگوں کو خوش کیا جو مامور من اللہ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے اور میں اپنی شرمندگی کو دُور کرنے کے لئے اور اپنے نفس کو بطور گواہ ان لوگوں کے سامنے پیش کرنے کیلئے احمدیت میں شامل ہو کر احمدیت کی صداقت پر گواہی دیتا ہوں تا کہ مخالفین پر حجت ہو۔

میں دسمبر ۱۹۵۴ء میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر حاضر ہو کر حضرت امیر المومنین امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گیا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تا وقتِ مرگ اس پر قائم رہوں۔ میری دعا ہے کہ تمام مسلمان بلکہ تمام انسان امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں تا کہ ان کی عاقبت خراب نہ ہو۔

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات

(خاکسار صوفی عبد الغنی نمبردار چک ۶۵۵/۹ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور ڈاکخانہ گنگاپور)

انجیل میں تحریف کی ایک روشن مثال (بقیہ صفحہ ۲)

موجود نہ تھیں کسی نے انکو اناجیل میں داخل کر دیا اور اب کیوں اُن ہی مخصوص آیات کو متن سے خارج کر دیا گیا ہے اور جب مسیح ناصریؑ از روئے اناجیل آسمان پر ہی نہیں گئے تو ان کی دوبارہ آمد کا انتظار کیسا ہے؟

لطف الرحمٰن

Red Cross is a useful movement

"ریڈ کراس" — ایک مفید تحریک

"ریڈ کراس" کی علامت اور اصطلاح سے تقریباً ہر پڑھا لکھا واقف ہے۔ دنیا کے تمام ممالک میں ریڈ کراس کے ہفتے منائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اخبارات و جرائد میں اس تحریک کے متعلق ملکی رہنماؤں کی تحریکات شائع ہوتی ہیں۔ اس کے حق میں پروپیگنڈا کے لئے دیواروں پر جہاں قد آدم اشتہارات چسپاں ہوتے ہیں وہاں کاروں اور بسوں کے شیشوں پر ریڈ کراس کی کاغذی علامتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف مواقع پر اس تنظیم کے ٹکٹ بھی فروخت ہوتے ہیں۔ غرض اس تحریک کو ان تمام ممکن وسائل کا سہارا میسر ہے جو کسی تحریک کے نام کو خاص و عام کے دل و دماغ تک پہنچاتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ بڑی ہی مفید تحریک ہے اور اپنے کارناموں کی وجہ سے انسانیت کی تاریخ میں اسے ایک بلند مقام حاصل ہے اور بجا ہے۔ خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں بھی جیسا کہ آپ جانتے ہیں، خدمت خلق کے منصوبوں کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے اس مفید تحریک کا مطالعہ جو شہرت عام کے علاوہ ابتک امن عالم کے تین نوبل پرائز جیت چکی ہے ہمارے قارئین کے لئے یقیناً دلچسپی کا موجب ہوگا۔

ریڈ کراس کا آغاز

۱۸۵۹ء میں سولفرینو[1] کے میدان میں اٹلی اور فرانس کے درمیان ایک خوفناک جنگ لڑی جا رہی تھی۔ سوئٹزرلینڈ کے ایک سیاح ہنری ڈیونانٹ[2] کے دل میں یہ خیال آیا کہ ان ہزاروں زخمیوں کو ممکن امداد پہنچائے بغیر کس مپرسی کے عالم میں تڑپ تڑپ کر مرنے دینا بہت بڑی شقاوت اور بدترین سرد مہری ہے۔ چنانچہ اس نیک دل سیاح نے ارد گرد کے دیہات سے رضاکاروں کے دستے فراہم کئے اور ان کے تعاون سے زخمیوں کا علاج معالجہ شروع کر دیا۔ ہنری ڈیونانٹ کو اس مہم میں اچھی خاصی کامیابی ہوئی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ۱۸۶۲ء میں "سووینر دا سلفرینو"[3] کے عنوان سے ایک دردانگیز کتاب لکھی جس میں انہوں نے جنگ اطالیہ کے ظلم و ستم، قتل و غارت، وحشت و بربریت اور بے کسی اور بیچارگی

---

[1] SULFERNI (شمالی اٹلی)

[2] HENRY DUNAUT

[3] "UN SOUVENIR de SOLFERNIO"

کے تمام روح فرسا مناظر کی عکاسی کی۔ اس کتاب میں
انہوں نے میدانِ جنگ میں زخمی ہونے والے سپاہیوں
کی مذہب، رنگ، نسل، قوم اور ملک وغیرہ تمام اعتبارات
کو بالائے طاق رکھ کر مدد کرنے کی اپیل بھی کی۔ درد
اور تاثیر میں ڈوبی ہوئی اس دردناک کتاب کے الفاظ
عوام کے دلوں میں تیر کی اَنی بن کر اتر گئے۔ چنانچہ
ہنری ڈیونٹ کی اس تجویز کی حمایت میں جلسے ہونے
لگے۔ ان ہنگاموں کا یہ اثر ہوا کہ جنیوا کے
سربراہ گسٹاف موئنیر[1] نے پانچ آدمیوں کی ایک کمیٹی
مقرر کی جس میں ان کے علاوہ ہنری ڈیونٹ، جنرل ڈوفو
(سوئٹزرلینڈ کی فوجوں کے کمانڈر انچیف) ڈاکٹر لوئی
اپیا اور ڈاکٹر تھیوڈور مونوئر شامل تھے۔ اس کمیٹی نے
ریڈ کراس تحریک کا ابتدائی منشور تیار کیا۔ چنانچہ
نہایت گرمجوشی سے اس لائحہ عمل پر عملدرآمد شروع
ہو گیا۔ چونکہ اس تحریک نے سوئٹزرلینڈ میں جنم لیا۔ اس
کا علامتی کراس سوئٹزرلینڈ کے پرچم سے مستعار لیا گیا۔

ریڈ کراس تحریک کا ارتقاء اور قبولیت

اس تحریک کے دائرہ کار میں وسعت پیدا
کرنے کے لئے اس کمیٹی کے زیرِ اہتمام ۱۸۶۳ء میں جنیوا
میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ۱۶ ممالک کے ماہرین
شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں ریڈ کراس کے بنیادی
اصولوں کی تشکیل ہوئی۔ اس اجلاس میں ریڈ کراس تحریک
کی بین الاقوامی حیثیت کو تسلیم کرانے کے لئے جدوجہد
کرنے کا عزم بھی کیا گیا۔ چنانچہ ۸ اگست سنہ ۱۹۶۴ء کو پھر
جنیوا میں سفارتی سطح پر ایک کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس
کانفرنس کو "جنیوا کنونشن" کے نام سے تاریخ میں یاد کیا
جاتا ہے۔ ۲۶ حکومتوں نے اس انجمن کا منشور اور آئین
منظور کیا۔ اس میں سالہا سال تک تشکیل و ترمیم کا سلسلہ
جاری رہا۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۹۰۶ء میں اس مسودہ نے مکمل صورت
اختیار کر لی۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں ریڈ کراس کی انجمنوں کی لیگ بنی
جس میں تمام ممالک نے حصہ لیا۔ بعض مسلمان ملکوں نے
اپنا نشان "صلیب احمر" (ریڈ کراس) کی بجائے "ہلال احمر"
مقرر کیا مثلاً ترکی وغیرہ —— ایران نے "سرخ شیر
اور سورج" کو اپنی انجمن کا نشان قرار دیا۔ غرض اس
تحریک کو تمام ممالک میں قبولیت حاصل ہوئی۔

ریڈ کراس کے مقاصد

ابتداء میں اس تحریک کا مقصد صرف جنگی زخمیوں
کی دیکھ بھال اور امداد تک محدود تھا۔ مگر بعد میں رفتہ
رفتہ اس کے مقاصد میں بھی وسعت آتی گئی۔ اس طرح اس
بنیادی مقصد کے ایک بیج سے ایک تناور درخت بنا جس
سے کئی شاخیں نکلیں —— اس کے سائے تلے آرام
کرتے ہوئے مظلوم انسانیت کو ایک صدی گزر چکی
ہے۔ ریڈ کراس تحریک کے مقاصد کو خلاصۃً ٹکڑے
ٹکڑے کر کے یوں پیش کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) جنگ میں زخمی ہونے والوں کا علاج اور نگہداشت
(۲) جنگی علاقوں میں متاثر ہونے والے شہریوں

---

[1] "GUSTAVE MOYNIER"

(سویلین آبادی) کی امداد (کپڑے، ادویہ، خوراک وغیرہ)

(۳) تمام دنیا میں صحتِ عامہ کو فروغ دینا۔

(۴) مصائب اور آلام (حادثات، زلزلے، سیلاب، طوفانِ باد و باراں ....) سے متاثر ہونیوالے مصیبت زدگان کی امداد، بحالی اور دلجوئی۔

(۵) امنِ عالم کے قیام و دوام کے لئے جد وجہد وغیرہ اس کے مشہور مقاصد ہیں۔ ان اہم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے متعدد ذیلی مقاصد بھی ہیں۔ مثلاً صحتِ عامہ کے فروغ اور مریضوں اور زخمیوں کی امداد کے لئے نرسنگ سینٹر، بلڈ بنک، فرسٹ ایڈ کے تدریسی مراکز، جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیوں کا قیام، احترام اور انتظام بھی ریڈ کراس کے ذیلی مقاصد ہیں۔

ریڈ کراس کا مرکز

اس مفید تحریک کا صدر دفتر جنیوا میں "قصرِ اقوام" کے سامنے واقع ہے۔ وہاں مرکزی دفاتر کے علاوہ ایک عظیم الشان ہسپتال، متعدد تربیتی اور تدریسی مراکز ہیں۔ اس وسیع و عریض ہسپتال میں ہر قسم کے مریضوں کے علاج معالجے کا انتظام موجود ہے لیکن اتفاقیہ حادثات سے متاثر ہونے والوں کے لئے خصوصی انتظام موجود ہے۔ یہاں اعلیٰ آلات، ادویہ، خون کے ذخائر اور ماہرینِ فن بکثرت موجود ہیں۔ یہاں کے تربیتی مرکز میں نرسوں کی ٹریننگ کا نہایت معقول انتظام موجود ہے۔ اس ادارے کی تربیت یافتہ نرسیں دنیا کے تمام ممالک میں مل جاتی ہیں۔ یہاں فرسٹ ایڈ کی موثر تدریس کا بھی انتظام ہے۔ اس مرکزی دفتر کے ایک کمرے میں ان پانچ اصحاب کی تصاویر موجود ہیں جنہیں اس تحریک کا بانی اور محرک سمجھا جاتا ہے اسی طرح ان کا تیار کردہ سوسائٹی کا ابتدائی منشور اور آئین بھی ایک مقدس دستاویز کے طور پر محفوظ ہے۔

ریڈ کراس اور قرآن مجید

ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید ایک دائمی شریعت ہے۔ اس میں ہر دور، ہر زمانے کے افراد اور اقوام کے انفرادی اور اجتماعی مسائل کا حل موجود ہے۔ بقدرِ فکر اس کے معارف اور علوم غور کرنیوالوں پر کھلتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

قرآن مجید نے حقوق اللہ کے علاوہ حقوق العباد پر بڑا زور دیا ہے۔ احترامِ انسانیت، بھائی چارہ، انسانیت دوستی، اخوت اور ہمدردیٔ انسان وغیرہ پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔ ریڈ کراس کے مرکزی دفتر میں قرآن مجید کا ایک نسخہ بڑے ادب اور احترام کے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ اس تحریک کا منبع اور ماخذ قرآن مجید ہے۔ حکیم محمد سعید دہلوی اپنی کتاب "یورپ نامہ" میں اس مرکزی دفتر کی ایک الماری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس الماری میں بڑے احترام کے
ساتھ قرآن مجید کا ایک مطلّیٰ قلمی نسخہ
بھی ہے جو سنہ ۱۸۱ء کا ہے۔ ان خاتون
نے بتایا کہ چونکہ ریڈکراس کے بنیادی
اصول قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں
اس لئے اس کو وہاں رکھا گیا ہے اور
اس سے استفادہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ
بات مجھے پہلی بار معلوم ہوئی اور میں
بہت متاثر ہوا۔"[1]

ریڈکراس کی بین الاقوامی انجمن

یہ بین الاقوامی انجمن ۲۵ اراکین پر مشتمل ہے۔
اُن کا بنیادی امتیاز Neutrality ہے۔ کمیٹی
بڑی محنت اور جدوجہد سے کام کرتی ہے۔ اس انجمن کا
بنیادی مقصد یہ ہے کہ ریڈکراس تحریک کے تمام پروگراموں
اور منصوبوں کو تحریک کے اُن بنیادی اصولوں سے
ہم آہنگ رکھے جو جنیوا کانفرنس میں تیار کئے گئے تھے۔
اس بنیادی اور عمومی غرض کے علاوہ یہ سوسائٹی
(۱) جنگ کے دوران متحارب قوتوں کے درمیان
وسیلہ ہوتی ہے۔ اس کے توسط سے جنگی قیدیوں،
زخمیوں اور عام شہری مجروحین اور جنگ سے
متاثر ہونے والوں کی امداد کی جاتی ہے۔
(۲) دنیا کے تمام ممالک میں ریڈکراس سوسائٹیاں

[1] "سفر نامہ یورپ" حصہ اول صفحہ ۴۴۹۔

بنانے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اور ان
سوسائٹیوں میں یکسانیت، یک جہتی اور ہم رنگی پیدا
کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
(۳) امن کی حالت میں یہ انجمن قیام امن اور دوام امن
کی جدوجہد کے علاوہ جنگی قیدیوں اور جنگ میں
زخمی ہونے کے بعد ناکارہ ہونے والوں کی بھی
مدد کرتی ہے۔ اسی طرح سیاسی نظربندوں کے
حقوق، مفادات اور آرام و آسائش کا خیال بھی
رکھتی ہے۔
(۴) اس مرکزی کمیٹی کا ایک مقصد بین الاقوامی قانون[1]
میں مزید وسعت پیدا کرنے کے لئے تحقیق و تدقیق
کرنا بھی ہے تاکہ انسانیت کے حقوق میں زیادہ
سے زیادہ توسیع ہو سکے۔[2]

امریکن نیشنل ریڈکراس

مختلف ممالک میں ریڈکراس کی متعدد سوسائٹیاں
قائم ہیں۔ امریکہ کی ریڈکراس سوسائٹی جسے "The
American National Red Cross"
کہتے ہیں دنیا کی مشہور ترین سوسائٹیوں میں سے ہے اس کی
بنیاد سنہ ۱۸۸۱ء میں رکھی گئی۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں کانگریس نے اسے
چارٹرڈ کر دیا۔ امریکن سوسائٹی جنیوا کنونشن کے اصولوں
پر صدق دل سے عمل کرنے کی مدعی ہے۔ امریکہ میں اس

[1] INTERNATIONAL LAW
[2] GROLIER ENCYCLOPEDIA زیر لفظ "R" صفحہ ۲۴۴

تحریک کو مقبول بنانے کے لئے مختلف مقامات پر بڑے بڑے دفاتر کھلے ہوئے ہیں۔ جن میں سے الیگزینڈریا، سینٹ لوئس، اور سان فرانسسکو کے مرکز بہت مشہور ہیں۔ امریکن ریڈ کراس سوسائٹی کا قومی مرکز واشنگٹن ہے۔ امریکی صدر اس سوسائٹی کے اعزازی صدر ہیں۔ اس سوسائٹی کی نگرانی کے لئے ایک "بورڈ آف گورنرز" ہے۔ جس کے اراکین امریکی عوام کے تمام طبقوں کے حقیقی نمائندے ہیں۔ صرف امریکہ کی ریڈ کراس سوسائٹی کیا کچھ کر رہی ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے موجودہ کیا، آج سے آٹھ دس سال قبل کے اعداد و شمار بھی ملاحظہ کر لیجئے:-

جون ۱۹۵۶ء کو ختم ہونے والے مالی سال میں امریکن ریڈ کراس سوسائٹی نے تقریباً تین سو ریلیف کے منصوبے مکمل کرائے جن پر ۳۳ ملین ڈالر خرچ ہوئے۔ یہ سوسائٹی اپنے بنیادی مقاصد کے علاوہ نرسنگ فرسٹ ایڈ، بلڈ بنک اور تعلیمی اداروں میں جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیوں کا انتظام بھی کرتی ہے۔ ناداروں کو غذا کی فراہمی، مکانات کی مرمت، چھوٹے موٹے کاروبار کے لئے غرباء کی امداد وغیرہ بھی اس کے پروگرام میں شامل ہیں۔ جہاں تک خون کی فراہمی کا تعلق ہے یہ بتانا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ حال ہی میں اس سوسائٹی نے بیس لاکھ پنٹ خون اکٹھا کیا۔ امریکن ریڈ کراس سوسائٹی نے "حفاظتی تربیتی پروگرام"[1] جاری کر رکھا ہے۔ عام طور پر ہر سال بیس لاکھ افراد کو فرسٹ ایڈ، تیراکی اور پانی میں چلنے والی کشتیوں اور دوسرے کرافٹ کے استعمال کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس کے نرسنگ سینٹر میں خواتین کو ابتدائی علاج معالجے کا علم، زچگی اور پیدائش سے متعلق کورسز پڑھائے جاتے ہیں۔ ہر سال ۲۱۶۰۰۰ افراد کو اس کی تربیت دی جاتی ہے۔

امریکہ میں جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیاں

تعلیمی اداروں میں جونیئر ریڈ کراس کو مقبول بنانے کی انتھک کوشش کی جاتی ہے۔ طلبہ اور بچے اس کے ممبر بنتے ہیں۔ یہ بچے مریضوں اور مصیبت زدگان کے لئے تحائف اور دیگر اشیاء تیار اور فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً گفٹ باکس (Gift Box) البم وغیرہ۔ یہ تحائف دوسرے ممالک کے افراد کو خیرسگالی کے جذبات کے ساتھ بھیجے جاتے ہیں۔ امریکہ کی جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیاں دنیا کی مشہور ترین سوسائٹیوں میں شمار کی جاتی ہیں۔[5]

ریڈ کراس تحریک کے چند مشہور کارنامے

ریڈ کراس سوسائٹی نے گزشتہ صدی میں انسان دوستی کے بے شمار کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ ان سب کا تذکرہ اس مضمون کو طویل کر دے گا۔ نمونے کے

---

[1] SAFETY TRAINING PROGRAMME

[5] Carrol, L. Bryant. Crolier Encyclopedia "R" زیر لفظ P: 285

طور پر دو چار کارناموں کا ذکر مختصراً پیش ہے:-
جنگوں کے دوران ریڈ کراس نے ہمیشہ مصیبت زدگان کی مدد کی۔ مثلاً سنہ ۱۹۳۹ء میں جب دوسری جنگ عظیم چھڑی تو ریڈ کراس کا کام بہت بڑھ گیا۔ اس وقت ریڈ کراس سوسائٹی نے جنگی قیدیوں کے تبادلے اور امدادی کام کے لئے چالیس جہاز کرائے پر لئے۔ اُن دنوں ریڈ کراس کی ریل گاڑیاں سارے یورپ میں چلنے لگیں۔ ان کے ذریعے بے شمار زخمیوں کو غذا اور پارچات کے علاوہ طبی امداد بہم پہنچائی۔ پھر اس جنگ کے بعد سنہ ۱۹۴۵ء میں تباہ شدہ شہروں کے لئے ہوائی جہازوں کے ذریعہ خوراک کے علاوہ لاکھوں روپے کی ادویہ، کمبل اور دیگر کپڑے بھیجے گئے۔ جنگ کے علاوہ زلزلوں، سیلابوں، اور دیگر حوادث کے وقت ہر ملک اور ہر قوم کی مدد کے لئے ریڈ کراس آگے بڑھتی رہی۔ مثلاً سنہ ۱۹۶۰ء میں مراکش اور ایران کے خوفناک زلزلوں کے موقعوں پر ریڈ کراس کی ۷۴ سوسائٹیوں نے لاکھوں روپے کا سامان متاثرہ علاقوں میں بھیجا۔

آج بھی تقریباً پندرہ کروڑ مردوں اور عورتوں کی یہ امن جماعت دکھی انسانوں کی مدد میں مصروف رہتی ہے۔[5]

پاکستان میں ریڈ کراس

پاکستان میں بھی ریڈ کراس سوسائٹی قائم ہے اور محدود وسائل کے باوجود کافی کام کر رہی ہے۔ ہر ضلع میں طلباء اور طالبات کی جونیئر ریڈ کراس سوسائٹیاں قائم ہیں اور ان کے اراکین کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے مثلاً سنہ ۱۹۵۹ء میں جونیئر ریڈ کراس سوسائٹی کے اراکین کی تعداد دو لاکھ چونسٹھ ہزار تھی مگر سنہ ۱۹۶۲ء میں یہ تعداد بڑھ کر چودہ لاکھ چوبیس ہزار ہو چکی ہے۔

پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی نے بھی متعدد فلاحی اداروں کی داغ بیل ڈالی ہے۔ مثلاً کراچی میں چار لاکھ روپے کے خرچ سے نرسوں کے لئے ریسٹ ہاؤس اور بچوں کی بہبود کا مرکز بنایا ہے۔ اسی طرح دس لاکھ روپے کی لاگت سے شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں "کثیر المقاصد مرکز صحت" بنایا جا رہا ہے۔

مغربی پاکستان کے محکمہ تعلیم نے صوبے بھر کے سکولوں میں حفظان صحت کی تعلیم کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ آئندہ سال سے اس منصوبے پر بھی عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا نیز بود میں علم الصحت کو عام کرنے کے لئے یہ منصوبہ مغربی پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی نے مرتب کیا تھا۔ مگر بدقسمتی سے تربیت یافتہ عملہ کی کمی کی وجہ سے اس منصوبہ پر صرف لاہور شہر کے اندر ہی عمل ہو سکا اسلئے حال ہی میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک کل وقتی عملہ جو ایک ایگزیکٹو سیکرٹری اور چھ کونسلروں پر مشتمل ہو، معقول تنخواہ دیکر رکھا جائے۔ یہ لوگ علم صحت کے کورس کی تربیت حاصل کرنے کے بعد مختلف سکولوں کے اساتذہ کو تربیتی کورس کرائیں گے۔ اس طرح اس منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔[6]

ان دنوں ہمارے ملک کے بعض اخبارات و رسائل کی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

۵ "لیل و نہار" - ۲ نومبر سنہ ۱۹۶۲ء صفحہ ۴

۶ "امروز" - ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۶۲ء

شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجالسِ خدام الاحمدیہ کے صفحات

(۱)

خدام الاحمدیہ کا تجدیدِ عہد

۱۴ مارچ ۱۹۶۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز المصلح الموعود کے نہایت بابرکت دورِ خلافت کے پہلے پچاس سال مکمل ہوتے ہیں حضور نے اس عرصہ میں جو کارہائے نمایاں خدمتِ دین کی صورت میں سرانجام دیئے ہیں انہیں دیکھ کر ہر احمدی کا دل خدا تعالیٰ کے لئے شکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہے۔

اس موقع پر جہاں مجالس خدام الاحمدیہ نے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ہے وہاں انہوں نے ازسرِنو اس عہد کی تجدید بھی کی ہے جو خلافت کو قائم رکھنے کیلئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نوجوانوں سے لیا تھا۔ اس عہد کی تجدید مختلف مجالس کی طرف سے ہو رہی ہے اور یہ تمام ان مجالس کے جذبات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھجوائے جا رہے ہیں۔

مارچ کے آخر تک جن مجالس کی طرف سے یہ تجدید عہد موصول ہوا تھا محترم صدر مجلس نے اسے مندرجہ ذیل نوٹ کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوا دیا ہے۔ جسے مجالس کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے:-

"بحضور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضور کو پچاس سال تک نہایت کامیاب رنگ میں خلافت کے فرائض انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے اس خاص فضل کے لئے ساری جماعت ہی اس کے حضور شکر کے سجدات بجا لا رہی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس نعمت کو جو حضور ایدکم اللہ تعالیٰ کے وجود کی صورت میں اس نے جماعت کو عطا فرمائی ہے بہت ہی لمبے عرصہ تک ہم میں قائم رکھے۔ حضور کو کامل صحت عطا فرمائے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم حضور کی قیادت میں اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں گاڑ دیں اور ساری دنیا صرف ایک خدا کی پرستار ہو اور ساری دنیا میں صرف ایک ہی نبی (یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) ہو اور ساری دنیا صرف قرآن کریم کو ہی

اپنا دستور العمل بنائے۔

اس خوشی کے موقع پر خدام الاحمدیہ کی طرف سے ازسرِ نَو اس عہد کی تجدید کی جا رہی ہے کہ احمدی نوجوان خلافتِ احمدیہ کو قائم رکھنے کے لئے کسی وقت بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس عریضہ کے ذریعہ میں خدام کے جذبات حضور ایدکم اللہ تعالیٰ تک پہنچا رہا ہوں۔ ذیل میں ان خدام کی فہرست ہے جنہوں نے بشرحِ صدر یہ عہد کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ان کے اصل خطوط بھی جو انہوں نے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مجھے دیئے ہیں پیش کرتا ہوں۔

حضور کی خدمت میں دعا کی بھی درخواست کہ اللہ تعالیٰ ان خدام کو بھی اور ساری جماعت کو بھی محض اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے اس عہد پر قائم رہیں اور اسے وفاداری کے ساتھ پورا کریں۔

والسلام

(مرزا رفیع احمد)

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ربوہ"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عریضہ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہارِ خوشنودی فرمایا:-

"جزاهم الله احسن الجزاء
اللہ تعالیٰ اپنے عہد کو پورا کرنے کی توفیق دے!"

جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ بھی دعا کریں کہ جن مجالس یا خدام نے اپنے اس عہد کی تجدید کی ہے ان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور اپنے عہد کو بہتر رنگ میں نبھانے کی توفیق بخشے۔ اللّٰھم آمین +

(۲)

"اظہارِ تشکر و یومِ والدین" (مجلس سیالکوٹ)

مورخہ ۳/ اپریل ۱۹۶۴ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کے پہلے پچاس سالہ بابرکت دور کی تکمیل کی خوشی میں مجلس اطفال الاحمدیہ سیالکوٹ شہر کے زیر اہتمام ایک خصوصی تقریب جامع مسجد (مسجد کبوتراں والی) میں پورے اہتمام کے ساتھ منائی گئی۔ اسی تقریب کے ساتھ یوم والدین کا پروگرام بھی رکھا گیا۔

علی الصبح اطفال نے مسجد کی صفائی کی اور مسجد کو رنگ برنگ جھنڈیوں، قطعات اور خوبصورت چادروں سے مزین کیا۔

تقریب کا آغاز بعد نماز جمعہ مکرم قائد صاحب مجلس سیالکوٹ کی زیر صدارت ہوا۔ مکرم مبشر احمد صاحب بال ناظم اطفال الاحمدیہ سیالکوٹ شہر نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں مجلس ہذا کی طرف سے بھجوائے جانے والا ہدیۂ تبریک حاضرینِ جلسہ کو پڑھ کر سنایا جسے جملہ اطفال نے بیک زبان منظور کیا۔ مکرم

سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ احمدیہ ضلع سیالکوٹ نے "والدین کے حقوق" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے اطفال کو بیش قیمت مفید نصائح فرمائیں اور اپیل کی کہ وہ اپنے عظیم روحانی والد محترم سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر لبیک کہنے کیلئے ہر دم تیار رہیں۔ مکرم قریشی اقبال حسین صاحب نے تربیتِ اولاد کے موضوع پر اپنی ولولہ انگیز تقریر میں والدین سے پُرزور اپیل کی کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح اسلامی رنگ میں اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہوئے ارشادات کی روشنی میں تربیت کریں اور اس سے کسی وقت بھی غافل نہ ہوں۔ آخر میں آپ نے خلافتِ ثانیہ کی تاریخ کے سنہری واقعات کا ذکر کرتے ہوئے اطفال اور حاضرینِ جلسہ پر یہ بات واضح کی کہ ہمیں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک وجود کی قدر کرنا چاہیئے اور آپ کی صحت کاملہ کے لئے اور درازیٔ عمر کے لئے نمازوں میں کثرت کے ساتھ بالالتزام دعائیں کرنی چاہئیں۔

اس تقریر کے بعد محترم امیر صاحب سیالکوٹ نے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ بعدہٗ آپ نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحتِ کاملہ وعاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے بعد جملہ اطفال و حاضرینِ جلسہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اس تقریب میں شہر کے چھ حلقہ جات کے ایک سو دس اطفال نے شمولیت اختیار کی۔ اس طرح اطفال کی حاضری سو فیصد تھی۔ بعد میں رات کو مختلف حلقہ جات کے اطفال نے اپنے اپنے حلقہ جات کی مساجد میں چراغاں کیا اور نمازِ مغرب پر اپنے اپنے حلقہ کے بزرگان کے ہمراہ حضور کی صحت و عافیت اور اسلام اور احمدیت کے غلبہ کیلئے اجتماعی دعائیں کیں +

(۴)

راولپنڈی میں فری ڈسپنسری کا قیام

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی کو رفاہِ عام کے طور پر ایک فری ڈسپنسری قائم کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اس کا افتتاح مورخہ ۲۷/۳/۶۴ بعد نماز جمعہ محترم چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع راولپنڈی نے پُرسوز اجتماعی دعاؤں کے ساتھ فرمایا۔ آپ نے ایک مختصر خطاب (جس میں آپ نے خدام کو مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے کے لئے صحیح جذبہ پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ کے بعد پُرسوز اجتماعی دعا سے افتتاح فرمایا۔ اس ڈسپنسری کا نام فضل عمر ڈسپنسری (ہومیو) رکھا گیا۔ یہ ڈسپنسری محلہ قاسم آباد حلقہ مسجد میں قائم کی گئی ہے اور یہ روزانہ ۲ بجے سے ۴½ بجے بعد دوپہر کھلا کرے گی۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجلس مقامی کو اس ڈسپنسری کے ذریعہ مخلوقِ خدا کی صحیح خدمت کرنے نیز اسی طرح مزید

اُردادارے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے بہتر رنگ میں نتائج پیدا کرے۔ آمین ؛

(۴)

خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی کامیاب تربیتی کلاس

امسال ضلع لاہور میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر کثرت سے مختصر (دو روزہ) تربیتی کلاسوں کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ قبل ازیں چار ایسی کلاسوں کی روداد شائع ہو چکی ہے۔ مزید چند کلاسوں کے کوائف ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(الف) پانچویں تربیتی کلاس برائے

مجالس ہڈیارہ، آسل گروکے، جاہمن، مورخہ ۲۹/۲/۶۴ نمازِ عصر سے مورخہ ۱/۳/۶۴ نماز عصر تک موضع آسل گروکے میں ہوئی۔ ان تین مجالس کے تقریباً تیس خدام نے شمولیت کی۔ انصار اور اطفال اس کے علاوہ تھے۔

مورخہ ۲۹/۲/۶۴ بروز ہفتہ نماز عصر کے بعد اس کلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور عہد دہرانے کے بعد مکرم منور احمد صاحب جاوید نائب قائد ضلع لاہور نے تربیتی کلاس کے انعقاد کی ضرورت واضح کی اور زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی تلقین کی۔ مکرم چوہدری شاہ محمد صاحب نے "موجودہ وقت کے تقاضے" کے موضوع پر تقریر کی۔

نماز مغرب کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے حاضری بڑھ گئی اور گاؤں کے غیر از جماعت احباب نے بھی کثرت سے رات کے پروگرام کو سنا۔ رات کے اجلاس میں کل حاضری ۲۲۳ تھی۔ اس اجلاس میں محترم چوہدری شاہ محمد صاحب نے وفاتِ مسیح کے موضوع پر ایک گھنٹہ اپنے مخصوص انداز میں نہایت مدلّل اور عام فہم پنجابی لہجہ میں حاضرین سے خطاب فرمایا جس کا حاضرین نے بڑا اچھا اثر قبول کیا۔ مکرم فضل الرحمٰن صاحب انسپکٹر تحریکِ جدید نے سلائیڈز کے ذریعہ ۱½ گھنٹہ تک حاضرین کے سامنے احمدیت کے ذریعہ رونما ہونے والے انقلاب کو بڑے دلنشین پیرایہ میں بیان کیا۔

مورخہ ۱/۳/۶۴ کو نماز فجر ادا کرنے کے بعد چوہدری شاہ محمد صاحب نے پنجابی میں درسِ قرآن حکیم دیا اور خدام سے عام تربیتی امور پر بھی خطاب فرمایا۔

صبح کے ناشتہ کے بعد گاؤں کے سرکردہ مولوی صاحب اور دیگر معززین تشریف لائے۔ ۹½ بجے سے لیکر ۱½ بجے تک اُن سے تبادلۂ خیالات کیا گیا۔ خدام نے بھی اس بحث کو سن کر اپنے علم میں اضافہ کیا۔ ۱½ بجے سے ۲½ بجے تک خدام نے ایک شکستہ پل کو درست کر کے گاؤں والوں کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا۔

آخری اجلاس میں اختتامی دعا سے قبل عشقِ الٰہی، نماز باجماعت، تلاوتِ قرآن کریم کی اہمیت کے عنوانات پر تقاریر ہوئیں ؛

(ب) ساتویں تربیتی کلاس برائے مجالس

شمس آباد اور پتوکی مورخہ ۲۶ مارچ نماز عصر سے شروع ہو کر ۲۷/۳/۶۴ نماز جمعہ تک پتوکی مسجد میں جاری رہی۔ اس کلاس میں ۳۶ خدام کے علاوہ انصار، اطفال اور مستورات نے بھی شرکت کی۔

۲۶ مارچ بروز جمعرات بعد نماز عصر محترم

صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب مرکزی مہتمم اصلاح و ارشاد نے اس کلاس کا افتتاح فرمایا۔ اپنے افتتاحی خطاب میں آپ نے اتحاد اور اطاعت کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے اور اپنے درمیان سے برائی کو ختم کرنے نیز نرمی، اخلاق، محبت باہمی، شفقت، اطاعت، اتحاد اور تبلیغی جذبوں کو پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔

نماز مغرب کے بعد محترم شیخ عبد القادر صاحب مربی لاہور نے نماز کی اہمیت پر مفصل روشنی ڈالی اور خدام کو نماز باجماعت کی تلقین کی۔

نماز عشاء کے بعد صوفی علی محمد صاحب نے پنجابی زبان میں حاضرین سے خطاب کیا۔ مکرم فضل الرحمن صاحب نے بیرون پاکستان میں تعمیر ہونے والی مساجد کی سلائیڈز دکھانے کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے مقصد کو واضح کر کے خدام کو قربانیوں کے میدان میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی تلقین کی۔

دوسرے روز نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد مکرم شیخ عبد القادر صاحب نے درس قرآن کریم دیا۔ اور بعض تربیتی امور پر مفصل روشنی ڈالی۔ مکرم صوفی علی محمد صاحب نے پنجابی نظمیں حاضرین کو سنائیں۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر خدام نے ایک وقار عمل کیا اور ایک عام گزرگاہ پر ایک شکستہ پل پر کافی محنت سے مٹی ڈالی اور اس کو ہموار کیا۔ قبل دوپہر کے اجلاس میں مکرم مرزا محمد سلیم صاحب اختر اور مکرم منور احمد صاحب جاوید نے تقاریر کیں۔

دوپہر کو مرکز سے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تشریف لائے۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے اس امر پر خاص طور پر زور دیا کہ جب تک ہمارے سب کام محض اللہ تعالیٰ کی خاطر نہ ہوں ہم روحانی میدان میں ترقی نہیں کر سکتے۔ دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور خوف دونوں جذبے موجود ہوں اور سلسلہ کی خدمت کے وقت اپنے نفس کی عزت کا سوال سامنے ہرگز نہ ہو۔ یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر خدا تعالیٰ کی رضا ملتی ہے۔ نماز کے بعد آپ دیر تک مسجد میں بیٹھے رہے اور خدام اور قائدین مجالس سے حالات سنتے رہے اور قیمتی ہدایات سے نوازتے رہے۔

آخر میں دعا کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(ج) آٹھویں تربیتی کلاس موضع

دھوپ سڑی میں مورخہ ۴ر اپریل بروز ہفتہ نماز مغرب سے شروع ہو کر ۵ر اپریل بروز اتوار نماز ظہر تک جاری رہا۔ مقامی مجلس کے ۷ خدام اور ارد گرد دیہات کے ۱۲ خدام شریک ہوئے۔ ۳۵ انصار، اطفال اور مستورات نے بھی شرکت فرمائی۔

عشاء کی نماز کے بعد منعقد ہونے والے خاص اجلاس میں احمدی احباب کے ساتھ گاؤں کے بعض غیر از جماعت احباب بھی تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم منور احمد صاحب جاوید نے پنجابی زبان میں جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض کو واضح کیا اور "ضرورت مسیح" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مکرم صوفی علی محمد صاحب معلم وقف جدید نے تقریباً

۲ گھنٹے تک اپنے مخصوص انداز پنجابی میں "حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی غرض" نیز آپ کی تعلیم کو نہایت ہی مؤثر انداز میں پیش کیا۔ قرآنِ پاک اور حدیث کی روشنی میں حضور علیہ السلام کی صداقت کو واضح کیا۔

اس کلاس کے دوران مختلف اوقات میں بعض غیر از جماعت اصحاب سے بھی ملاقات کی گئی۔ ان کے سوالات کا جواب دیا گیا اور جماعت کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ✦

۵

مجلس جھنگ کے یوم والدین کا پروگرام

مجلس خدام الاحمدیہ جھنگ صدر کے زیرِ اہتمام مورخہ ۲۹ کو نمازِ جمعہ کے بعد یوم والدین کا اجلاس زیرِ صدارت الحاج میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت جھنگ منعقد ہوا۔

چوہدری محمد مختار صاحب نے والدین پر زور دیا کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کی خاطر ضرور رسالہ تشحیذ الاذہان منگوائیں۔

چوہدری عبد العزیز صاحب ہیڈ ماسٹر نے والدین کے فرائض اور اولاد کے فرائض پر مؤثر تقریر فرمائی۔

آخر میں صدر صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں والدین سے اپیل کی کہ وہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں تاکہ وہ تنظیم کے تحت چل کر سلسلہ کے ستون بن سکیں۔ انہوں نے اطفال سے بھی اپیل کی کہ وہ دینی کتب کا اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ ضرور مطالعہ کریں۔ انہوں نے سادگی اختیار کرنے پر بھی زور دیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ اجلاس جاری رہا۔ آخر میں اجتماعی دعا کی گئی ✦

۶

مجلس لائلپور کی تربیتی کلاس

مورخہ ۲۲ مارچ بروز سوموار مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور کی ایک روزہ تربیتی کلاس مسجد احمدیہ فیصل لائلپور میں منعقد ہوئی۔ جس میں ۱۱۵ خدام اور ۹۰ اطفال شامل ہوئے۔ مرکز سے محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب مہتمم اصلاح و ارشاد اور محترم محمد اسمٰعیل صاحب منیر مہتمم اطفال نے تشریف لاکر حاضرین کو اپنی زرّیں نصائح سے نوازا۔ اس کلاس کا افتتاح مکرم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مربی سلسلہ لائلپور نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں نوجوانوں کو اپنی کوششیں تیز تر کرنے کیطرف توجہ دلائی۔

مکرم چوہدری عبد الغنی صاحب قائم مقام قائد نے ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ پڑھ کر سنائے۔ مکرم رانا منظور احمد صاحب قائد علاقائی نے اہمیتِ نماز کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پڑھ کر سنائے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ بعدہٗ مکرم مربی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں، اُن کے جوابات واضح طور پر بیان فرمائے۔ مکرم راجہ ناصر احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا کلام پڑھ کر خدام کو حضور کی نصائح پر عمل کرنے کی طرف

توجہ دلائی۔ کھانے کے وقفہ میں بیت بازی کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔

دوسرا اجلاس مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب نائب امیر کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم سید مشتاق احمد صاحب ہاشمی نے محترمی صدر صاحب مرکزیہ کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ محترم مہتمم صاحب اطفال مرکزیہ نے خطاب کیا جس میں آپ نے نمازوں کو پابندی کے ساتھ پڑھنے، دعاؤں پر زور دینے اور اطفال کی صحیح تربیت کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے خلافت کی اہمیت، اس کی برکات اور ہماری ذمہ داریوں کے موضوع پر برجستہ تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انبیاء کے چار بڑے کام مقرر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا قیام شریعت کا قائم کرنا حکمت کی باتیں بیان کرنا اور تزکیۂ نفس۔ نبی کے بعد خلیفہ ان چاروں کاموں کو جاری رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کی وفات کے بعد ان چاروں امور کی خاطر نہایت درجہ جانفشانی اور دیانتداری سے دن رات کام کیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم نظام خلافت کو مضبوط کریں اور فتنہ پیدا کرنے والوں کی ایک نہ سنیں اور دل و جان سے خلیفۂ وقت کی اطاعت کریں۔

صدارتی ارشادات اور دعا کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

قائدین مجالس توجہ کریں!

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان میں مجالس خدام الاحمدیہ کی تعداد چھ صد سے بڑھ چکی ہے مگر ابھی ۲۵ مجالسِ اطفال الاحمدیہ کی طرف سے باقاعدہ رپورٹ ماہ نومبر ۶۳ء ملی ہے۔

براہِ کرم جائزہ لیں کہ آیا آپ کے ہاں مجلس اطفال الاحمدیہ قائم ہے۔ اور اگر قائم ہے تو کیا کام کر رہی ہے؟ اور اگر کر رہی ہے تو پھر رپورٹ کیوں نہیں بھجواتی؟

نوٹ:۔ مجلس اطفال الاحمدیہ کے کام و نظام کے متعلق معلوماتی لٹریچر، رپورٹ فارم اور بجٹ فارم دفتر مرکزیہ سے ہر وقت مل سکتے ہیں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ضروری تصحیح

ماہنامہ "خالد" شمارہ اپریل ۱۹۶۴ء میں صفحہ ۱۹ کالم ۱ پر قرآن کریم کی آیت کی جو تشریح بیان کی گئی ہے اُسے یوں پڑھا جائے:۔

"آفتاب عالمتاب کے گرد یہ زمین اس طرح چکر لگا رہی ہے کہ جب رات ہو جاتی ہے تو پھر اللہ اُسے دن میں تبدیل کر دیتا ہے .... الخ"

(ادارہ)

مرکزی شعبۂ تعلیم کے چند نہایت ضروری اعلانات

نئے معیار

علمی مقابلہ جات میں دلچسپی بڑھانے اور ان کے معیاروں کو بلند کرنے کے لئے تعلیمی معیاروں پر نظر ثانی کر کے از سرِ نو مقرر کئے گئے ہیں۔ چنانچہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی منظوری سے گزشتہ تین تعلیمی معیاروں کے بجائے خدام کی سہولت کے پیش نظر چار معیار مقرر کئے گئے ہیں۔ تا زیادہ سے زیادہ خدام بہتر رنگ میں علمی مقابلہ جات میں شریک ہو کر استفادہ کر سکیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

معیار اوّل:۔ مولوی فاضل۔ درجہ ثالثہ تا درجہ خامسہ جامعہ احمدیہ۔

معیار دوم:۔ گریجوایٹ۔ درجہ اولیٰ و ثانیہ جامعہ احمدیہ۔

معیار سوم:۔ میٹرک۔ انڈر گریجوایٹ۔

معیار چہارم:۔ انڈر میٹرک۔

نوٹ:۔ عام دینی معلومات وغیرہ کے سلسلہ میں یہ معیار عمومی راہنمائی کے لئے مقرر ہیں۔ جن میں انفرادی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مقابلہ کے وقت مہتمم تعلیم کو تبدیلی کا اختیار ہوگا۔

تمام مجالس کو چاہیئے کہ وہ اپنے مقامی مقابلہ جات میں ان معیاروں کو ملحوظ رکھیں۔

نیا نصاب

ان چاروں معیاروں کو مدنظر رکھتے ہوئے خدام الاحمدیہ کے سالانہ امتحان کے لئے حسب ذیل نصاب تجویز کیا گیا ہے۔ یہ امتحان ستمبر ۱۹۶۴ء کے پہلے عشرہ میں مرکز کی طرف سے لیا جائے گا۔

معیار اوّل:۔ مولوی فاضل۔ درجہ ثالثہ تا درجہ خامسہ جامعہ احمدیہ۔

پہلا پرچہ:۔ قرآن کریم۔ تفسیر کبیر سورۃ یونس تا کہف۔ ترجمہ آخری پارہ مکمل مع مختصر تفسیر۔ ۱۰۰ نمبر

دوسرا پرچہ:۔ حدیث شریف۔ مؤطا امام مالکؒ۔ جامع ترمذی۔ ۱۰۰ نمبر

تیسرا پرچہ:۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء:۔

(۱) اسلامی اصول کی فلاسفی۔ (۲) آئینہ کمالاتِ اسلام۔ (۳) منن الرحمٰن۔ (۴) حمامۃ البشریٰ۔
(۵) تحفہ گولڑویہ۔ (۶) فصل الخطاب۔ (۷) منہاج الطالبین۔ (۸) دیباچہ تفسیر القرآن
از حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود۔ ۱۰۰ نمبر

معیارِ دوم:۔ گریجوایٹ۔ درجہ اولیٰ و ثانیہ جامعہ احمدیہ ربوہ

پہلا پرچہ:۔ قرآن کریم۔ ترجمہ و مختصر تفسیر سورۃ فاتحہ تا سورۃ نساء۔ ۱۰۰ نمبر

دوسرا پرچہ:۔ حدیث شریف۔ شرح صحیح بخاری از سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
جزو پنجم و ششم۔ ۱۰۰ نمبر

تیسرا پرچہ:۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء
(۱) حقیقۃ الوحی۔ (۲) اسلامی اصول کی فلاسفی۔ (۳) لیکچر سیالکوٹ۔
(۴) چشمہ مسیحی۔ (۵) مرقاۃ الیقین۔ (۶) منصبِ خلافت۔ (۷) کتابچہ
عام دینی معلومات۔ شائع کردہ شعبۂ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ۱۰۰ نمبر

معیارِ سوم:۔ میٹرک۔ انڈر گریجوایٹ۔

پہلا پرچہ:۔ قرآن کریم۔ ترجمہ و معمولی تفسیر از تفسیر صغیر سورۃ مائدہ تا سورۃ اعراف ۱۰۰ نمبر

دوسرا پرچہ:۔ حدیث شریف۔ شرح صحیح بخاری از سیّد ولی اللہ شاہ صاحب جزو چہارم
(۲) حدیث الاخلاق۔ ۱۰۰ نمبر

تیسرا پرچہ:۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء۔
(۱) کشتی نوح۔ (۲) شہادۃ القرآن۔ (۳) ایام الصلح (۴) ضرورۃ الامام
(۵) تجلیاتِ الٰہیہ۔ (۶) رازِ حقیقت۔ (۷) رسالہ دینیات از حضرت
خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ۔ (۸) ذکرِ الٰہی۔ (۹) کتابچہ عام دینی معلومات
شائع کردہ شعبۂ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ۱۰۰ نمبر

معیارِ چہارم:۔ انڈر میٹرک۔

پہلا پرچہ:۔ قرآن کریم۔ ترجمہ سورۃ آل عمران۔ ۱۰۰ نمبر

دوسرا پرچہ:۔ حدیث شریف۔ (۱) نبراس المومنین۔ (۲) حدیث الاخلاق ۱۰۰ نمبر

تیسرا پرچہ:۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء۔
(۱) ایک غلطی کا ازالہ۔ (۲) اسلام اور جہاد۔ (۳) لیکچر لاہور۔

(۴) ہماری تعلیم۔ (۵) احمدیت کا پیغام (۶) کتابچہ عام دینی معلومات

شائع کردہ شعبۂ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ۱۰۰

نوٹ:- ہر پرچے کے لئے وقت دو گھنٹے ہوگا۔ ہر معیار میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے خدام کو سالانہ اجتماع ۱۹۶۴ء کے موقع پر انعامات دیئے جائیں گے اور کامیاب ہونیوالے خدام کو شعبۂ تعلیم مرکزیہ کی طرف سے اسناد بھی دی جائیں گی۔ قائدین کرام اور عہدیداران تعلیم سے درخواست ہے کہ وہ ان امتحانات میں زیادہ سے زیادہ خدام کو شامل کرنے کی ابھی سے کوشش شروع فرما دیں۔

مضمون نویسی کا انعامی مقابلہ

امسال اس کے لئے حسب ذیل عنوان مقرر کیا گیا ہے:-

"حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے علمی اور عملی کارنامے"

یہ مضمون دس سے پندرہ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ مقابلہ میں شریک ہونے کی آخری تاریخ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۴ء ہوگی۔ اس میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے خدام کو بالترتیب چالیس، پندرہ اور دس روپے کے نقد انعامات سالانہ اجتماع کے موقع پر دیئے جائیں گے۔

زیادہ سے زیادہ خدام کو اس میں حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ شہری مجالس کی طرف سے کم از کم ایک نمائندہ ضرور شریک ہو۔

تعلیمی کارڈ

مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ کے فیصلہ کے مطابق ہر خادم کو چاہیئے کہ وہ اپنا تعلیمی کارڈ اپنے پاس محفوظ رکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ اس کارڈ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی مکمل ترین فہرست ہے اور اس کی قیمت صرف ایک آنہ ہے جو اس کی لاگت کے برابر ہے۔ ہر خادم کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً ان کتب میں سے جو کتاب پڑھے معمولی امتحان کے بعد اس کارڈ میں اندراج کروالیا کرے۔ اس کارڈ کی ایک کاپی (یا رجسٹر میں) منتظم تعلیم کے پاس ریکارڈ رہے۔ مجالس یہ انتظام بھی کریں کہ سالانہ اجتماع کے موقع پر علمی مقابلہ جات میں شامل ہونے والے خدام اپنا تعلیمی کارڈ ہمراہ لائیں۔ ان مقابلوں میں صرف ایسے خدام ہی حصہ لے سکیں گے جن کے پاس تعلیمی کارڈ اور ان کے اندراجات درست ہوں گے۔ نیز ایسے خدام کو اس موقع پر خاص انعام دیا جائے گا جن کے تعلیمی کارڈ کے جملہ اندراجات مکمل ہوں گے۔

سالانہ اجتماع کے موقع پر علمی مقابلہ جات

مجلس عاملہ مرکزیہ کے فیصلہ کے مطابق علمی مقابلہ جات سالانہ اجتماع سنہ ۱۹۶۴ء کے سلسلہ میں حسب ذیل نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس کے پڑھنے اور پڑھانے کا مناسب انتظام فرمائیں۔

نصاب ترجمہ و تفسیر قرآن کریم برائے سالانہ اجتماع

معیار اوّل :- (۱) تفسیر کبیر سورۃ یونس تا کہف (۲) ترجمہ قرآن کریم آخری دو پارے مع مختصر تفسیر۔

معیار دوم :- (۱) ترجمہ و تفسیر سورۃ فاتحہ تا سورۃ نساء از تفسیر صغیر۔

(۲) تفسیر کبیر سورۃ مریم از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔

معیار سوم :- (۱) ترجمہ و مختصر تفسیر از سورۃ مائدہ تا سورۃ اعراف از تفسیر صغیر۔

(۲) تفسیر سورۃ جمعہ از حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ۔

معیار چہارم :- (۱) ترجمہ قرآن کریم۔ سورۃ آل عمران۔ (۲) سورۃ جمعہ۔

نصاب برائے حفظ قرآن کریم (یہ کم سے کم نصاب ہے)

(۱) قرآن کریم۔ پہلا پارہ نصف اوّل۔ (۲) قرآن کریم آخری پارہ نصف ثانی۔

مطالعہ احادیث کیلئے کم از کم مندرجہ ذیل نصاب تجویز کیا گیا ہے:-

معیار اوّل :- (۱) موطا امام مالکؒ۔ (۲) جامع ترمذی۔ (۳) نخبۃ الفکر۔ (۴) شرح صحیح بخاری از سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جزو سوم و چہارم۔

معیار دوم :- (۱) شرح صحیح بخاری از سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جزو پنجم (۲) چالیس جواہر پارے

معیار سوم :- (۱) حدیث الاخلاق۔ (۲) چالیس جواہر پارے۔

معیار چہارم :- چالیس جواہر پارے۔

نصاب برائے کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

معیار اوّل :- (۱) کشتی نوح۔ (۲) ایک غلطی کا ازالہ۔ (۳) الوصیت۔ (۴) فتح اسلام۔ (۵) اسلامی

اصول کی فلاسفی - (۶) احمدی اور غیر احمدی میں فرق - (۷) آئینہ کمالاتِ اسلام (۸) منن الرحمٰن (۹) حمامۃ البشریٰ - (۱۰) براہین احمدیہ حصہ پنجم - (۱۱) برکات الدعا -

معیارِ دوم :- (۱) کشتی نوح - (۲) ایک غلطی کا ازالہ - (۳) الوصیت - (۴) فتح اسلام (۵) احمدی اور غیر احمدی میں فرق (۶) اسلامی اصول کی فلاسفی - (۷) حقیقۃ الوحی - (۸) برکات الدعا -

معیارِ سوم :- (۱) کشتی نوح - (۲) ایک غلطی کا ازالہ - (۳) الوصیت - (۴) فتح اسلام - (۵) احمدی اور غیر احمدی میں فرق - (۶) اسلامی اصول کی فلاسفی - (۷) ضرورۃ الامام - (۸) تجلیاتِ الٰہیہ -

معیارِ چہارم :- (۱) کشتی نوح - (۲) ایک غلطی کا ازالہ - (۳) الوصیت - (۴) فتح اسلام - (۵) احمدی اور غیر احمدی میں فرق - (۶) اسلامی اصول کی فلاسفی -

جملہ قائدین و ناظمینِ تعلیم سے درخواست ہے کہ وہ اس نصاب وغیرہ کی مناسب تشہیر کریں اور تمام خدام کو اس سے آگاہ کریں نیز سالانہ امتحان میں سب خدام کو شامل ہونے کی تحریک کریں اور اس کے لئے انہیں پوری تیاری کروائیں -

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

جملہ قائدین و معتمدین کی توجہ کے لئے !!

بہت سی مجالس اپنی ماہانہ رپورٹ میں معیّن اعداد و شمار درج نہیں کرتیں - جس کی وجہ سے مرکز کے لئے کام کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے - مثلاً لکھا جاتا ہے "پانچ اراکین پر مشتمل وفود نے دس مرتبہ ہسپتال جا کر بیماروں کی عیادت کی" یہاں یہ پتہ نہیں چلتا کہ کل کتنے مریضوں کی عیادت کی گئی ؟

اسی طرح یہ لکھ دینے سے کہ "اکثر خدام خدمتِ خلق کرتے رہے" کام کی مقدار اور نوعیت کا اندازہ نہیں ہوتا - اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ تمام ضروری اعداد و شمار دیتے ہوئے رپورٹ مکمل شکل میں بھجوائی جائے - امید ہے مجالس آئندہ رپورٹوں میں اس امر کو ملحوظ رکھیں گی - نیز ماہانہ رپورٹیں ہر آئندہ ماہ کی پندرہ تاریخ سے پہلے پہلے مرکز میں پہنچ جانی چاہئیں -

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

شعبہ صنعت و تجارت خدام الاحمدیہ مرکزیہ

گرمیوں کے لئے فرحت بخش مشروبات

گرمی کے موسم میں ہر امیر و غریب کو اپنی تشنگی دور کرنے کے لئے ٹھنڈے مشروبات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ذی مقدرت اصحاب تو بازار سے خرید کر اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں لیکن ایک غریب یا درمیانہ درجہ کا آدمی زیادہ رقم نہیں خرچ سکتا۔ لیکن اگر اسے خود ان چیزوں کے تیار کرنے کا طریقہ معلوم ہو تو وہ نسبتاً کم قیمت خرچ کر کے عمدہ اور خالص اشیاء تیار کر سکتا ہے۔ اسی غرض کے لئے چند مشروبات تیار کرنے کے طریقے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ ان کے تیار کرنے میں صفائی کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ ہاتھ اچھی طرح صاف ہونے چاہیئے۔ برتن جن میں رس نکال کر رکھنا ہے وہ صاف ہوں۔ اگر تام چینی (enamelled) کے ہوں تو بہت اچھا ہے ورنہ المونیم کے ہوں۔ تانبے یا پیتل کے وہ برتن جو اچھی طرح قلعی شدہ ہوں وہ بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

بوتلیں جن میں سکوئیش محفوظ کر کے رکھنا ہے وہ بھی خوب اچھی طرح دھوئی ہوئی ہوں بلکہ ان کو پانی میں ابال کر سلالانرھلار ہی کر لیا ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ چینی جو استعمال کریں وہ بھی صاف ستھری ہو کیونکہ سکوئیش کے بالکل صحیح حالت میں محفوظ رکھنے میں نصف سے زیادہ دخل صفائی کو حاصل ہے۔

لیموں کا سکوئیش
LEMON SBUASH

تازے اور صاف ستھرے لیموں لے لیں اور ان کا رس نکال لیں رس نکالنے کے لئے کوئی بھی طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے مثلاً جوس نکالنے کی مشین کے ذریعہ یا پھر ہاتھ سے دبا کر۔ اس رس کو کسی صاف ململ کے کپڑے سے چھان لیں تاکہ بیج وغیرہ علیحدہ ہو جائیں۔ اب ایک بوتل کے لئے جو عام طور پر ۱۲ چھٹانک کی ہوتی ہے مندرجہ ذیل اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۔ لیموں کا رس　،　۱۰ چھٹانک

۲۔ چینی　،　آدھ پاؤ

۳۔ خوشبو　،　پانچ قطرے

(مختلف پھلوں کی خوشبوئیں بطور ایسنس (essence) کے جن دکانوں سے سوڈا واٹر کا سامان ملتا ہے مل سکتی ہیں)

۴۔ زرد رنگ خوردنی　،　مقدار حسب پسند

(یہ بھی متذکرہ بالا دکانوں سے دستیاب ہو جاتا ہے بہتر ہوگا کہ BUSH کمپنی کا تیار کردہ استعمال کریں۔)

۵۔ پوٹاشیم میٹا بائی سلفائٹ　،　۳/۴ پون ماشہ
(POTASSIUM META BI SULPHITE)

۶۔ بوتل معہ کارک　،　ایک عدد

۷۔ موم (پیرافین ویکس) (PARAFFIN WAX)

بنانے کا طریقہ

پہلے صاف بوتل میں چینی ڈال دیں پھر اس میں چھانا ہوا رس ڈال دیں - یہ خیال رکھیں کہ بوتل پوری منہ تک نہ بھر جائے - بلکہ اوپر سے کم از کم ۱½ انچ خالی رہے - اس کے بعد اس میں خوشبو اور رنگ ملا دیں - اگر ایک سے زیادہ بوتلیں تیار کرنی ہیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ سارے رس میں رنگ اور خوشبو اکٹھی ملا دی جائے اس طرح سے تمام بوتلوں کے سکویش کا رنگ اور خوشبو ایک جیسی ہوگی - اس کے بعد ہر بوتل میں پوٹاشیم میٹا بائی سلفائٹ ½ ماشہ ڈال کر فوراً کارک اچھی طرح سے فٹ کر دیں اور موم جو پہلے سے کسی پیالی میں پگھلائی ہوئی تیار ہونی چاہیئے اس میں بوتل کے منہ کو ڈبو دیں - موم کی ایک باریک تہ کارک کے اوپر چڑھ جائے گی اور نہ اندر کی ہوا باہر آ سکے گی اور نہ باہر کی اندر اور اس طرح سکویش سڑنے سے محفوظ رہے گا - زیادہ احتیاط کے لئے جب موم کی پہلی تہ ٹھنڈی ہو کر جم جائے تو ایک دفعہ اور ڈبو کر ایک دوسری تہ چڑھا دیں - سادی موم کی تہ اتنی خوبصورت نہیں ہوتی اسے دیدہ زیب بنانے کے لئے موم میں چاک مٹی اور رنگ بھی ملا لیا جائے - یہ دونوں اشیاء عام لوہے اور رنگ روغن کی دکانوں سے دستیاب ہو جاتی ہیں اس کے لئے موم ایک حصہ - چاک مٹی دو حصہ - اور رنگ جو بھی پسند ہو ملا کر پگھلا لیں - یہ مرکب نہ صرف خوبصورت ہوگا بلکہ عام موم سے اس کی تہ بھی زیادہ سخت ہوگی اور سستا بھی ہوگا - اس عمل کے بعد آپ کے سکوئیش کی بوتل تیار ہے اسے کسی ٹھنڈی جگہ سٹور کر لیں - اور تیاری کے دو ماہ بعد استعمال میں لائیں -

اگر صفائی کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا تو انشاء اللہ تعالٰی دو سال بھی خراب نہ ہوگا - بوتل میں بعض دفعہ اوپر اور بعض دفعہ نیچے کچھ چیز عام شربت سے علیحدہ نظر آتی ہے یہ شربت کے خراب ہونے کے نتیجہ میں نہیں اس کی وجہ سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں استعمال سے پہلے اچھی طرح ہلا لیا کریں -

دیگر پھلوں کے سکویش

دیگر پھل جو سکویش کی تیاری میں استعمال ہو سکتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں -

۱۔ گلگل ۲۔ کھٹہ
۳۔ گریپ فروٹ GRAPE FRUIT
۴۔ مالٹا ۵۔ سنگترہ دیسی
۶۔ رنگترہ ارلی فروٹر
۷۔ فالسہ ۸۔ انار وغیرہ

مندرجہ بالا پھلوں میں سے پہلے تین پھلوں کا سکویش تو بعینہٖ لیموں کے سکویش کے طریقہ پر تیار ہوگا - لیکن بقیہ پھل یعنی ۴ سے ۸ تک چونکہ کم ترش ہوتے ہیں - اس لئے ان میں زائد ترشی ملانے کی ضرورت ہے - ترشی کے لئے سٹرک ایسڈ CITRIC ACID یا ٹارٹرک ایسڈ TARTARIC ACID جسے عام طور پر ٹاٹری بھی کہا جاتا ہے - فی بوتل نصف سے ایک تولہ تک ملائی جا سکتی ہے ہر پھل کے لئے اس کی اپنی مخصوص خوشبو بھی اس کے سکویش میں معمولی مقدار میں ملا لینی چاہیئے - اس سے ذائقہ مزید خوشگوار ہو جائے گا -

آم کا سکویش

آم کا سکویش بہت مقبول ہے - اس کا

طریق تیاری بھی دیگر پھلوں کی طرح ہی ہے۔ اس کا گودا نکال کر علیحدہ کر لیا جائے یہ یا تو پختہ پھل کو چھیل کر علیحدہ کیا جا سکتا ہے یا پھر اگر ابلتے ہوئے پانی میں نصف منٹ کے لئے پختہ آم کو رہنے دیا جائے تو وہ پلپلا ہو جائیگا اب دبا کر گودا نکال لیں۔ گودا اگر زیادہ گاڑھا ہو تو حسب ضرورت ابلا ہوا پانی ملا لیں۔ ململ سے چھان کر اس کو تیار کریں۔ اس میں نارنجی، میٹھا رنگ اور آم کی مصنوعی خوشبو ASSENCE بھی ملا دیں۔ اس کے بعد دوسرے پھلوں کے سکوئیش کی طرح پوٹاشیم میٹا بائی سلفائٹ ڈال کر کارک لگا دیں اور موم میں ڈبو کر محفوظ کر لیں۔

اس سلسلہ میں ایک بات یاد رکھنی چاہیئے کہ پھلوں کا سکوئیش اس وقت تیار کرنا چاہیئے جب کہ پھل اچھی طرح پختہ ہو چکا ہو اور اس کا موسم خوب زوروں پر ہو۔ ایک تو اس وقت پھل میں رس زیادہ مقدار میں ہوگا۔ اور زیادہ لذیذ ہوگا۔ دوسرے سستا بھی ہوگا۔ چنانچہ دیسی سنگتروں کا سکوئیش نصف جنوری سے نصف فروری تک تیار کرنا بہتر ہوگا۔ اسی طرح مالٹے فروری کے آخر تک سستے اور عمدہ مل جاتے ہیں۔ لیموں کا سکوئیش نصف ستمبر تک تیار کر لینا چاہیئے۔

تبصرہ

"ایمان کی باتیں"

یہ نہایت پیاری اور دیدہ زیب مختصر سی کتاب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کی نئی پیشکش ہے۔ فاضل مصنّف ملک کے علمی حلقوں میں اپنی بیسیوں ٹھوس اور قابلِ قدر دینی و تاریخی تصانیف اور تراجم کے باعث بہت معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم کو ایک خاص روانی اور اثر کی چاشنی عطا فرمائی ہے۔ بچّوں کے لئے آپکی کتابیں زبان کی سادگی و دلچسپی اور نفسِ مضمون کی صحت و پاکیزگی کی وجہ سے خاص طور پر مقبول ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں فاضل مصنّف نے ایمان کے بنیادی اصولوں کی تشریح بچّوں کی سمجھ کا لحاظ رکھتے ہوئے نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں بیان کی ہے۔ درسی اسباق کی شکل میں الگ الگ عناوین کے تحت اللہ تعالیٰ۔ اس کے رسولوں۔ کتابوں۔ تقدیر۔ قیامت اور حیات بعد الموت سے متعلق مسائل کے بارہ میں ٹھوس معلومات جمع کر دی ہیں۔ کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں بیان کردہ ساری باتیں قرآن کریم اور صحیح حدیثوں سے لی گئی ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے کہ نفسِ مضمون سے مسلمانوں کے کسی بھی فرقہ کو اختلاف نہ ہو گا۔ اگرچہ یہ کتاب بنیادی طور پر بچّوں کے لئے ہے۔ تاہم بڑے بھی اسی طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ *

---

* کتابت۔ طباعت اور عام گیٹ اپ میں نفاست کا بیحد خیال رکھا گیا ہے۔ آرٹ پیپر پر رنگ برنگ کی روشنائی اور بلاک میں چھپوائی نے کتاب کے ظاہری حسن کو بھی دوبالا کر دیا ہے، ۶۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب محمد احمد اکیڈیمی لاہور کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ (ش)

خالد کا خلافتِ ثانیہ نمبر

الحمد للہ کہ سیّدنا حضرت امیرالمومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تختِ خلافت پر متمکن ہونے پر پچاس برس سے زائد عرصہ گزرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس فضل اور احسان کا شکر ادا کرتے ہوئے اور تحدیثِ نعمت کے طور پر ماہنامہ "خالد" ایک "خاص نمبر" اس مبارک دور سے متعلق عنقریب شائع کر رہا ہے اس خاص شمارہ میں خلافتِ ثانیہ کے مبارک دور میں جماعت کی مختلف جہات سے ترقی کا جائزہ لیا جائے گا نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذاتِ والاصفات کے بارہ میں مختلف تاثرات بھی پیش کئے جائیں گے جماعت کے متعدد ذہین اور قابل اہلِ قلم حضرات اس شمارہ کے لئے دیئے گئے عناوین پر مضامین لکھ رہے ہیں۔ دیگر احباب کو بھی شمولیت کا موقع دینے کی خاطر ایک عنوان تجویز کیا گیا ہے جس پر لکھنے کی سب احباب کو کھلی دعوت دی جاتی ہے، وہ عنوان ہے:-

"سیّدنا محمود ایدہ اللہ سے مجھے کیوں محبت ہے؟"

اِس عنوان کے تحت احباب حضرت خلیفۃ المسیح کی شخصیت کے متعلق اپنے ذاتی تاثرات بیان کر سکتے ہیں۔ اس میں حضور کی ان کے لئے ذاتی توجہ، آپ کی خصوصی نوازشوں اور قبولیتِ دعا کے واقعات وغیرہ کا مؤثر رنگ میں ذکر کیا جائے۔

یہ مضامین ۳۰۔ جون ۱۹۶۴ء تک ایڈیٹر خالد کو مل جانے چاہئیں۔ شعراء کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس خاص نمبر کے لئے نظمیں وغیرہ اسی تاریخ تک بھجوا دیں۔ (ادارہ)

۳

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنی کتاب "کشتیٔ نوح" میں لکھتے ہیں:-

"عقیدہ کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وُہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا نبی ہے اور وُہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھکر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔ مگر وُہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی"

[illegible] ربوہ میں چھپا